Marfat.com

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ
وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾ لَهُمُ الْبُشْرٰى
فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ۚ لَا
تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾

"یاد رکھو! بے شک جو دوست ہیں اللہ کے، نہیں ہے کوئی خوف اُن کے لیے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (گناہوں سے) بچتے رہے۔ اُن کے لیے خوشخبری ہے دُنیاوی زندگی میں اور آخرت میں بھی، نہیں بدل سکتیں باتیں اللہ کی یہ (خوشخبری) ہی ہے عظیم کامیابی"۔

(پارہ 11، سورۃ یونس، آیت نمبر 62 تا 64)

Marfat.com

Marfat.com

بُستانِ اولیاء

مولوی محمد اسحاق دہلوی

بک کارنر پرنٹرز پبلشرز مین بازار جہلم

فون نمبر دوکان: 624306

ای میل: bookcornerjm@yahoo.co.in

Marfat.com

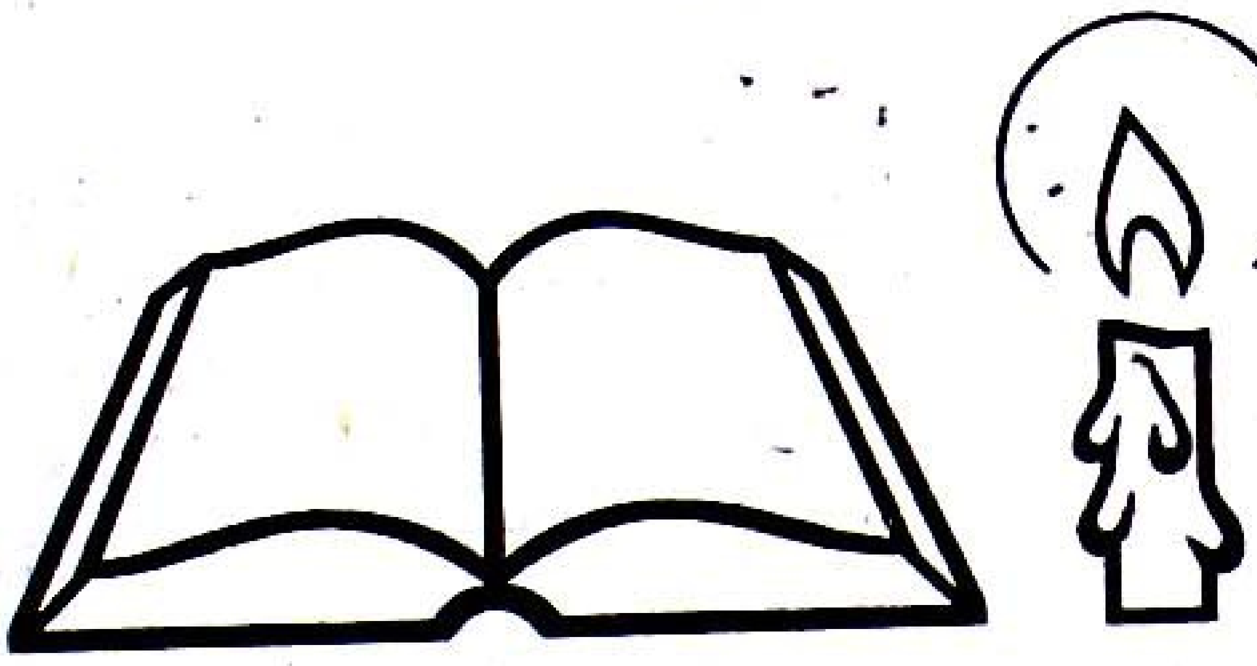

98180

نام کتاب .... بستانِ اَولیاء

مصنف .... مولوی محمد اسحاق دہلوی

کمپوزنگ .... گگن شاہد

پروف ریڈنگ .... مولانا مرزا اصفدر بیگ

سرورق .... امر شاہد

ناشر .... بک کارنر مین بازار جہلم

ہدیہ .... 120 روپے

Marfat.com

فہرس

حمد	**9**
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	**11**
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حسب ونسب	11
اسلام لانا	12
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رُتبہ	16
ہجرت میں رفیق غار	18
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوشیدہ اعمال	30
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق	32
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات	34
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان	42
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	**43**
حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا حسب ونسب	43
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا	44

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اور تائیدِ الٰہی	61
۱۔ ترک مقامِ ابراہیم کو مصلّے بنایا گیا	62
۲۔ ترک اسیرانِ بدر	63
۳۔ ترکِ پردہ کا حکم	66
۴۔ ترک نہ آنے کی اجازت لینے کا حکم	67
۵۔ ترک عائشہ صدیقہ کی بریئت	68
قصہ اِفک	69
۶۔ ترک منافق کی نماز جنازہ کی ممانعت	75
۷۔ ترک شراب اور جوئے وغیرہ کا حرام ہونا	76
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انصاف/ ابو شحمہ رضی اللہ عنہ کو سزا	79
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلوص اور خدمتِ خلق	89
اخلاقِ عمری	99
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تواضع وسادگی	103
حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی کرامات	105
(۱) یا ساریہ الجبل الجبل	105

Marfat.com

(۲) پہرہ دار شیر	108
(۳) زہر کی شیشی	112
(۴) دریائے نیل کے نام خط	117
حضرتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت	119
حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ	**131**
ایمانِ کامل	131
آخرت کا سودا	142
بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کی اذان	143
حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ	**149**
اللہ کے نام کی لو	149
شبلیؒ کی دیوانگی	151
عاشقِ صادق کا دِل	152
چند اہم اقوال	155
بعدِ مُردن	157
حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ	158

Marfat.com

جنات کے باغ میں	158
سانپوں کے جنگل میں	162
انار کی خواہش اور ایک سبق	163
حضرتِ خضر علیہ السلام کا ساتھ	164
نزولِ خوانِ نعمت	165
حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کے چند اقوال	168
ابن ھارون رشید	**171**
ایک وَلی کامل	**182**
ایک گوشہ نشین زاھد	**184**
ایک ممتحن زاھد	**186**
ایک باخدا عورت	**190**

Marfat.com

حمد

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لیے
بادلو، ہٹ جاؤ، دے دو راہ جانے کے لیے

اے دُعا، جا عرض کر عرشِ الٰہی تھام کے
اے خدا، اب پھیر دے رُخ گردشِ ایّام کے

صلح تھی کل جن سے اَب وہ برسرِ پیکار ہیں
وقت اور تقدیر دونوں درپئے آزار، ہیں

ڈھونڈتے ہیں اب مداوا سوزشِ غم کے لیے
کر رہے ہیں زخمِ دل فریاد مرہم کے لیے

رحم کر، اپنے نہ آئینِ کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

Marfat.com

خلق کے راندے ہوئے، دُنیا کے ٹھکرائے ہوئے
آئے ہیں اَب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے

خوار ہیں، بدکار ہیں، ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں
کچھ بھی ہیں لیکن ترے محبوب ﷺ کی اُمت میں ہیں

حق پرستوں کی اگر کی تو نے دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

آغا حشرؔ کاشمیری

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حسب ونسب

آپ کا نام عبداللہ ہے اور کنیت ابوبکر لقب صدیق و عتیق ہے۔ آپ کے والدِ محترم کا نام ابو قحافہ ہے اور والدہ محترمہ کا نام اُمِّ سلمٰی۔ آپ کا شجرۂ نسب ساتویں پشت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شجرۂ نسب سے جاملتا ہے۔

چالیس برس کی عمر میں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اظہار کیا تو اُس کے چند ہی روز بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ۳۷ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں چار نام مذکور ہیں، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور

Marfat.com

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ۔ معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مسلمانوں میں سے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب ایمان لائے ہیں تو ان کی عمر ۱۰ سال کی تھی چنانچہ یہ بات صحیح ہے کہ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور بالغوں میں سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور جیسا کہ ایک روایت سے ثابت ہے کہ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے صدیق رضی اللہ عنہ تو عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّار ہے یعنی تو دوزخ سے آزاد ہے۔ اُسی دِن سے آپ کا لقب عتیق پڑ گیا۔

اسلام لانا

ریاض النضرۃ میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان وحی کے مشابہ تھا۔ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ جب آپ ملک شام میں تجارت کے سلسلہ میں پہنچے تو آپ نے وہاں خواب میں دیکھا کہ ایک نور آسمان سے اُترا اور خانہ کعبہ کی چھت پر پڑا اور وہاں سے مکہ کے گھر گھر میں

Marfat.com

پھیل گیا اور پھر تھوڑی دیر نہ گزری تھی وہ نور خانہ کعبہ پر مجتمع ہو گیا اور وہاں سے وہ نور حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں آ پہنچا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ خواب ملک شام کے بُحیرا راہب سے بیان کیا۔ یہ شخص بڑا تعبیر داں تھا۔ جب اس نے یہ خواب سنا تو دریافت کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ! تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ بتایا کہ مکہ معظّمہ کا رہنے والا ہوں۔ پوچھا کس قبیلے سے ہو؟ فرمایا قریش میں سے۔ یہ سن کر بحیرا راہب کو وہ سب کچھ یاد آ گیا جو اُس نے کتب آسمانی میں مطالعہ کیا تھا کہ مکہ مکرمہ میں جو پیغمبر آخرالزماں پیدا ہو گا۔ اُس کا مددگار ایک ادھیڑ عمر کا آدمی ہو گا اور ایک جوان عمر کا۔ وہ ادھیڑ عمر کا آدمی اسلام کے ظاہر ہونے کے وقت اُس آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی مدد کرے گا۔ اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی ایذائیں اور تکلیفیں اُٹھائے گا اس کا رنگ گورا ہو گا اور وہ بڑے حلم و وقار کا آدمی ہو گا۔ اُس کے پیٹ پر اور بائیں ران پر دونوں جگہ سیاہ تل ہوں گے چنانچہ بحیرا راہب نے جب حلیہ ملا لیا اور دونوں تلوں کی تصدیق کر لی تو کہا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خدائے تعالیٰ نے تمہارا خواب سچا کر دیا تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ عنقریب تمہارے قبیلہ سے ہی خدائے تعالیٰ اُس آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرے گا اور تم اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی اُس کے خلیفہ ہو گے اور وفات کے بعد بھی خلافت کا تاج تمہارے ہی سر پر رکھا جائے گا۔ بحیرا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

خبردار کیا کہ جو جو تکلیفیں تمہیں پہنچیں اُن سے گھبرانا نہیں بلکہ اُن پر صبر کرنا اور اُس آخری نبی ﷺ کی مدد پر ڈٹے رہنا۔

چنانچہ حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس بات کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھا اور کسی پر ظاہر نہیں کیا اور جب مکہ معظّمہ واپس پہنچے تو اہل مکہ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی نیا واقعہ تو مکہ میں نہیں ہوا ہے؟ تو مکہ والوں نے بتایا کہ تمہارے شام جانے کے بعد یہاں محمد ﷺ ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارے آباواجداد کے دین کی جڑیں اکھیڑ رہے ہیں۔ جب آپ اہلِ مکہ سے علیٰحدہ ہوئے تو آپ سیدھے درِرسول پر پہنچے

ملائک جس کی دربانی کے خاطر ہاتھ ملتے ہیں
درِ دولت سرا پر اُس کے پہنچایا ہے قسمت نے

آتشِ شوق دل میں روشن تھی اور وہ محبت جو خواب کی تعبیر کے وقت سے دِل میں جوش مار رہی تھی تیز ہوگئی۔ آپ آکر بیٹھے ہی تھے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ تُو اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور میری نبوت پر ایمان لا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خوشی کو ضبط کیا اور دریافت کیا کہ کچھ نبوت کی دلیل ہے؟ تو جواب میں حضورِ ﷺ نے فرمایا:

میرے عاشق اور میرے جانثار
تجھ کو یہ لائق نہیں ہے زینہار

Marfat.com

اے ابوبکر اے مرے مونس رفیق
اے مرے ساتھی میرے مشفق شفیق
تو مری سچائی کی پوچھے دلیل
ایسا دانا ہو کے اور ایسا عقیل
یاد کر وہ خواب ملکِ شام کا
تُو نے جو راہب بحیرا سے کہا
اُس کی جو تعبیر تھی وہ میں ہی ہوں
جس کی فرقت میں ہے تو حالِ زبوں

....

سنتے ہی صدیق کی ہچکی بندھی
آشکارا ہو گیا جذبِ دِلی!
سینۂ اطہر سے جا چمٹے وہیں
چوم لی تاجِ نبوت کی جبیں!
اور وہیں ایمان لائے آپ پر
بن گئے پروانۂ خیرالبشر
ایک اس کو کہتے ہیں وصل الحبیب
ایک وہ ہو گا جو ہم تم کو نصیب

انشاء اللہ تعالیٰ!

Marfat.com

حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرا خواب ہے جو تُو نے ملکِ شام میں دیکھا اور بُحیرہ سے جس کی تعبیر تجھ کو ملی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ فقرہ سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی پیشانی کو چوم لیا اور باآوازِ بلند کہا: اَشْهَدُ اَنَّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور پھر ساری عمر عشقِ رسول میں ہی گزاردی۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں زیادہ عزیز زیادہ بہتر اور زیادہ کریم میرے وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور جنہوں نے میری تصدیق کی اور پھر میرے سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں میرے نزدیک زیادہ عزیز زیادہ بہتر اور خدا کے نزدیک زیادہ کریم دین و دُنیا میں زیادہ فضیلت رکھنے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ لوگوں نے مجھے جھٹلایا اُنہوں نے میری تصدیق کی، لوگوں نے میرا انکار کیا او وہ بغیر حجّت کے مجھ پر ایمان لائے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رُتبہ

روض الافکار میں مذکور ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ عزیز زیادہ بہتر زیادہ کریم میرے وہ صحابہ کرام رضوانِ اللہ علیہم اجمعین ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور میری تصدیق کی اور

Marfat.com

میرے سارے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں میرے نزدیک زیادہ عزیز اور خدا کے نزدیک زیادہ کریم نیز دین و دُنیا میں زیادہ فضیلت رکھنے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ لوگوں نے پس و پیش کی اور اُنہوں نے میری تصدیق کی اور مجھ پر ایمان لائے اور مجھ سے اُنس و محبت کی اور ہر دَم میرے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے اپنی جان اپنی اولاد اور اپنے مال پر مجھے ترجیح دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا کہ تم میں سے جو شخص مجھ کو دوست رکھے گا اُسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دوست رکھنا چاہئے اور جو میری بزرگی کرنی چاہے اُسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بزرگی کرنی چاہئے۔ جو شخص خدا کی درگاہ میں تقرب حاصل کرنا چاہئے اُسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرنی چاہئے وہ میری اُمت کا میرے بعد خلیفہ ہوگا۔

فردوس العارفین میں لکھا ہے کہ ایک روز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے رسولِ خدا کے خلیفہ آپ اس رُتبہ کو کیونکر پہنچے۔ حتیٰ کہ ہم سب سے آگے بڑھ گئے تو آپ نے جواب دیا کہ پانچ باتوں کی وجہ سے۔

ا۔ میں نے لوگوں کو دو طرح کا پایا۔ ایک وہ ہیں جو دُنیا کی طلب میں مٹے ہوئے ہیں دوسرے وہ جو آخرت کی طلب میں کوشاں ہیں۔ میں نے آخرت کی طلب میں کوشش کی۔

Marfat.com

۲۔ جب سے میں اسلام میں داخل ہوا ہوں کبھی دُنیا کا کھانا پیٹ بھر کر نہیں کھایا کیونکر مجھے معرفتِ الٰہی کی لذت نے دُنیا کے کھانے کی لذت سے بالکل مستغنی اور بے پروا کر دیا۔

۳۔ جب سے میں اسلام میں آیا کبھی سیر ہو کر دُنیا کا پانی نہیں پیا کیونکہ محبتِ الٰہی نے مجھے دُنیا کے پانی کی لذت سے بے پروا کر دیا۔

۴۔ جب مجھے دُنیا اور آخرت کے دو کام پیش آئے تو میں نے دُنیاوی کام پر اُخروی کام کو ترجیح دی اور اُسے اختیار کر لیا۔

۵۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت و خدمت میں زیادہ حاضر رہا۔ حضرتِ انس سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی محبت واجب ہے۔

ہجرت میں رفیق غار

تاریخ الخمیس میں لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ چودھویں رات کا چاند آسمان سے اترا اور مکہ معظّمہ کی زمین پر نازل ہوا۔ مکے اور اس کے نواح کا سارا میدان اس کے نور سے روشن ہو گیا۔ پھر وہ چاند زمین سے آسمان کی طرف چڑھ گیا مگر پھر دوبارہ وہاں سے اتر کر مدینہ منورہ کی زمین پر نازل ہوا اور بہت سے تارے بھی چاند کے ساتھ ساتھ زمین پر اُترے۔ پھر وہ چاند اور تمام تارے مدینہ

Marfat.com

منورہ سے مکہ مکرمہ آئے اور وہاں سے اِن سب تاروں کے ساتھ وہ چاند دوبارہ مدینہ منورہ واپس پہنچا اور حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں داخل ہوا۔ حجرے کی زمین شق ہوئی اور وہ ماہتاب اُس زمین میں چھپ گیا۔

حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے تعبیر خواب میں بڑا ملکہ عطا کیا تھا چنانچہ آپ نے اپنے خواب کی خود ہی تعبیر فرمائی کہ وہ چودھویں رات کا چاند جناب سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ جن کی ذاتِ گرامی نے سب سے پہلے مکہ معظّمہ کی زمین کو منور کیا اور پھر حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج میں آسمانوں میں تشریف لے گئے اور وہاں سے اُتر کر مدینہ منورہ تشریف لے جائیں گے یعنی مکے سے ہجرت کریں گے اور پھر وہاں سے اُن تاروں کے ساتھ یعنی اپنے اصحابِ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مکہ معظّمہ میں فاتحانہ داخل ہوں گے اور پھر مدینہ منور تشریف لے جائیں گے اور پھر زمانہ علالت میں حجرۂ عائشہ میں مقیم رہیں گے اور پھر وہیں مدفون ہوں گے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اِس خواب کی تعبیر اس طرح پوری ہو رہی تھی کہ ہجرت سے قبل ہی اُنہوں نے یقین کر لیا تھا کہ ایک روز ہجرت کرنی ہو گی۔ اسی وجہ سے سامانِ سفر کی تیاری آپ نے کر لی تھی۔ ادھر یہ

Marfat.com

صورت تھی کہ نزولِ وحی کے تیرہ برس تک کفارِ مکہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو جو تکلیف دیں ان کی انتہا ہو چکی تھی۔ اگرچہ اس وقت بھی بہت سے لوگ ایمان لا چکے تھے مگر مخالفت کا جذبہ عام تھا۔ اس درمیان میں حضور ﷺ نے مسلمانوں کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین آہستہ آہستہ مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے حکم سے مدینہ منورہ جا چکے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کئی مرتبہ عزم کیا اور حضور کو مشورہ دیا مگر ہر مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہی ارشاد فرمایا کہ مجھے ابھی ہجرت کی اجازت نہیں ملی ہے۔ میں اللہ رب العزت کے حکم کے انتظار میں ہوں۔ چنانچہ جس دِن کفارِ مکہ نے یہ فیصلہ کیا کہ آج رات کو حملہ کر کے کام تمام کر دیا جائے اُسی دِن حضرت جبریل امین تشریف لائے اور حضورِ ﷺ کو دُشمنوں کے مشوروں سے پورے طور پر آگاہ کر دیا اور بتا دیا کہ آج رات آپ اپنے بچھونے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سلائیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر مدینے تشریف لے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سن کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُسی وقت جبکہ دوپہر کا وقت تھا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور سارا واقعہ بیان فرمایا۔ ہجرت کے حکم کی اطلاع پا کر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور ﷺ

Marfat.com

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر اجازت ہو تو یہ غلام بھی جناب کی رکابیں پکڑ کر ساتھ چلے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تم کیا کہتے ہو۔ تمہارے ساتھ لے جانے کا حکم تو عرشِ الٰہی سے آیا ہے۔ یہ اذن اور حکم ملتے ہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرطِ انبساط میں رونے لگے اور عرض کیا کہ حضرت میں نے تو چھ مہینے پہلے ہی سے سامانِ سفر تیار کر لیا ہے۔ جس وقت حضور فرمائیں میں حاضر ہوں ۲ اونٹ پیش کیے کہ یہ اِسی غرض کے لیے تیار رکھے گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ابھی مجھے دوسرے حکم کا انتظار ہے۔ وہاں سے حضور اکرم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! تم کو آج رات ہمارے بستر پر لیٹنا ہے اور ہمیں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر آج رات عازمِ مدینہ ہونا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بخوشی تعمیل ارشادِ والا منظور کی۔ حضور ﷺ نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اہلِ مکہ کی جو امانتیں ہمارے پاس ہیں وہ سب واپس کر دینا۔

نصف شب میں جبریل امین تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کا دوسرا حکم پہنچا دیا کہ اب عازمِ مدینہ ہو جائیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ چاروں طرف کافر ہیں میں اِس وقت کس طرح جا سکتا ہوں۔ تو جبریل علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ یہ آیت پڑھیں اور تھوڑی سی خاک پر دَم کر کے ان کافروں کی طرف پھونک دیجیے!

Marfat.com

اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ اَغۡلٰلًا فَہِیَ
اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَہُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ ﴿۸﴾ وَ جَعَلۡنَا
مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ سَدًّا وَّ مِنۡ خَلۡفِہِمۡ
سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰہُمۡ فَہُمۡ لَا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿۹﴾

ترجمہ: ”بلاشبہ ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کی گردنوں میں طوق اور اُنہوں نے جکڑ لیا ہے (ان کو) ٹھوڑیوں تک اس لیے وہ سر اُٹھائے کھڑے ہیں۔ اور کھڑی کر دی ہے ہم نے ان کے آگے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور اس طرح ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے لہٰذا وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے“۔

(پارہ 22۔ سورۃ یٰسین۔ آیت نمبر 8 تا 9)

چنانچہ حضور ﷺ نے ایسا ہی کیا اور تھوڑی سی خاک پر یہ مبارک آیتیں پڑھ کر دَم کیں اور وہ مٹھی خاک کافروں کی طرف پھینک دی۔ یہ ایک مٹھی خاک 70 آدمیوں کے منہ، سر اور آنکھوں میں بھری اور عجیب بات یہ ہوئی کہ بجائے تکلیف ہونے کے اُن سب کو نیند آ گئی۔ اس طرح اللہ رَبّ العزت اپنے رسول حضرت محمد ﷺ کو سب کے سامنے سے سلامت نکال کر لے گیا۔

98180

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ وہاں سے روانہ ہو کر حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ کو ساتھ لے کر غارِ ثور کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ کبھی دائیں طرف چلتے تو کبھی بائیں طرف اور کبھی آگے تو کبھی پیچھے اور یہ سب اس لیے کہ حضور ﷺ کو کانٹوں وغیرہ سے کوئی تکلیف نہ پہنچنے پائے۔ جب جبلِ ثور کے قریب پہنچے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم ﷺ کو اپنے کندھوں پر سوار کرلیا تاکہ حضور ﷺ کا نقشِ قدم زمین پر کھوجیوں کو نہ مل سکے۔ غار کے منہ پر پہنچ کر حضور ﷺ سے درخواست کی کہ حضور ﷺ ذرا دیر باہر ہی توقف فرمائیں میں پہلے غار میں جا کر ذرا دیکھ لوں تاکہ کیڑے پتنگے کی قسم کا کوئی جانور ہو تو اُس کا گزند مجھے پہنچے حضور محفوظ رہیں۔ چنانچہ خود اُس تاریک رات میں تنگ و تاریک غار میں گھسے جس میں سانپ اور بچھوؤں کے ہونے کا بڑا امکان تھا اور ہاتھ سے زمین کو صاف کی۔ جس قدر سوراخ محسوس ہوئے اُن کو اپنا کپڑا اپھاڑ کر بند کیا۔ کپڑا ختم ہو گیا اور ایک سوراخ باقی رہ گی تو اُس سوراخ پر اپنی ایڑی لگا لی اور حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ حضور ﷺ اندر تشریف لے آئیں اور پھر جب حضور ﷺ اندر تشریف لے گئے تو عرض کیا کہ حضور ﷺ میرے زانوں پر سر رکھ کر کچھ دیر آرام فرمائیں کیونکہ جناب ساری رات جاگتے رہے ہیں۔ اِدھر تو آفتابِ نبوت نے غار میں

Marfat.com

آرام فرمایا۔ اُدھر ایک ببول کا درخت بہت دُور فاصلے سے آیا اور غار کے منہ پر چھا گیا اور پھر ایک مکڑی نے غار کے منہ اور ببول کے درخت پر فوراً ایک بہت بڑا جالا پُور ڈالا اور اس طرح اس کا راستہ بند ہو گیا۔ پھر ایک جنگلی کبوتر کو حکم ہوا کہ وہ راتوں رات اس جھنڈ میں اپنا گھونسلا بنائے اور انڈے دے۔ چنانچہ وہ حکمِ خداوندی بجا لایا اور رات ہی رات میں یہ سب کچھ مکمل ہو گیا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے غار کے موقع پر جو رفاقت ظاہر ہوئی اُس کا ذِکر اس آیۃ مقدسہ میں ہے:

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ

ترجمہ: ''دو میں دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے''۔

(پارہ 10، سورۃ التوبہ، آیت نمبر 40)

یعنی جبکہ دو آدمیوں میں سے ایک آپ تھے جس وقت کہ دونوں غار میں تھے۔ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر رکھے آرام فرما رہے تھے اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایڑی میں سانپ نے کاٹا جس کی وجہ اس انہیں سخت تکلیف ہوئی مگر آپ نے زانو کو حرکت نہ دی کہ مبادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل جائے مگر سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے تکلیف اس قدر تھی کہ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور

Marfat.com

ٹپک کر حضور ﷺ کے چہرے مبارک پر پڑے۔ حضور ﷺ کی آنکھ کھل گئی دریافت فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہیں کیا تکلیف ہے۔ عرض کیا کہ حضور ﷺ کوئی زہریلا سانپ مجھے کاٹتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ پیر میرے سامنے لاؤ۔ حضور ﷺ نے دَم کیا، فوراً زہر کا اثر اور ساری تکلیف دُور ہوگئی مگر سانپ کے زہر کی وجہ سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سخت پیاس معلوم ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا غار میں ذرا آگے دیکھو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے پانی بھیجا ہے۔ چنانچہ جب آپ اس طرف بڑھے تو آپ کو پانی مل گیا۔

جب صبح ہوئی تو کافروں کی جماعت پیروں کا کھوج لگاتی ہوئی غارِ ثور تک پہنچی۔ کھوجیوں نے کہا کہ یہاں تک تو دونوں کے پیروں کے نشانات ہیں مگر آگے صرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہیں اور حضور ﷺ کے نہیں ہیں مگر سوائے اس غار کے اور کہیں نہیں ہو سکتے مگر بعض دوسروں نے کہا کہ تم بیوقوف ہو اس غار میں کیسے جا سکتے ہیں۔ غار کا منہ ببول کے درخت سے بند ہے۔ مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے۔ کبوتر کا گھونسلا بنا ہے اس میں انڈے رکھے ہیں۔ اس غار میں جانا تو کسی طرح ممکن نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ جب ان لوگوں میں آپس میں یہ قیل وقال ہو رہی تھی تو آوازیں اندر غار میں جا رہی تھیں جس سے حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پریشانی پیدا ہوئی تو قرآن پاک میں ارشاد ہوا:

Marfat.com

اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج

ترجمہ: ''اور جب کہہ رہا تھا وہ اپنے ساتھی سے، غم نہ کر! بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے''۔

(پارہ 10۔ سورۃ التوبہ۔ آیت نمبر 40)

یعنی جس وقت کہ فرمایا رسول ﷺ نے واسطے اپنے رفیق کے کہ (اے ابو بکر غمگین نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے)۔ اُس وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی جان کا صدمہ نہ تھا جیسا کہ اُنہوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ حضور ﷺ مجھے اپنی جان کا صدمہ نہیں ہے مگر ڈر یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ حضور ﷺ کو کوئی صدمہ پہنچا تو اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ بہر حال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے فرمانے پر بالکل اطمینان ہو گیا۔ اُدھر اُن کافروں نے فیصلہ کیا کہ اس غار میں جانا ممکن نہیں ہے اس لیے وہ سب لوگ واپس چلے گئے۔

حضورِ اکرم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تین دِن اسی غار میں رہے۔ عامر بن فہیرہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور اسی غار کے آس پاس بکریاں چرایا کرتا تھا رات کے وقت دودھ والی بکریوں کو غار میں چھوڑ آتا تھا جن

Marfat.com

سے ضرورت کے مطابق دودھ لیا جاتا تھا چنانچہ تین رات دِن اسی طرح گزرے اور چوتھے دِن وقت مقررہ پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غلام عبداللہ بن اُریقط دو اونٹ لایا۔ ایک اونٹ پر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور دوسرے پر عامر بن فُہیرہ اور عبداللہ بن اُریقط سوار ہوئے اور جانب مدینہ روانہ ہوئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل میں یہ بات کیا کچھ کم ہے کہ قرآن مجید میں کئی آیتیں اُن کے بارے میں نازل فرمائیں لِصَاحِبِہٖ میں تو گویا صاف ہی بیان کر دیا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق تھے اور اسی آیت کے اگلے ٹکڑے میں ارشاد ہوا:

فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ

ترجمہ: ''سو نازل کیا اللہ نے اپنی طرف سے سکونِ قلب اُس پر''۔

(پارہ 10۔ سورۃ التوبہ۔ آیت نمبر 40)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین صدیق رضی اللہ عنہ پر نازل فرمائی۔ صاحبِ تفسیر کبیر لکھتے ہیں کہ یہ تسکین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ہی نازل فرمائی کیونکہ ان کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کا غم و صدمہ تھا۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب تو بالکل مطمئن تھا۔ اس لیے کہ وعدۂ الٰہی فتحِ قریش کا تھا۔

Marfat.com

نظم

عجب رُتبہ کیا اللہ نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا
بنایا غار میں بھی اُن کو یار اپنے پیمبر کا
مقرب ہیں وہ برزخ میں قیامت میں بھی ہوئیں گے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ تھا کچھ قرب اُن کو زندگی بھر کا
قرابت ایسی اُس بُو عائشہ کو ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
کیا حق نے رسول اللہ کو زوج ان کی دختر کا
وہ بعد از انبیاء و مرسلین کے سب سے افضل ہیں
بیاں کیا کیا ہو مجھ سے وصف اُس محبوب سرور کا

دیگر

مُحبِّ کبریا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
حبیبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
عتیقِ ہر بلا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
صدیق باخدا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
امیرِ اعظم دُنیائے اسلام
وزیرِ مصطفےٰ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
سرافرازِ خطابِ ثَانِیَ اثْنَیْن
صفی و مقتدا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کمالاتِ نبوت کے مُصدِّق
صداقت آشنا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نہ تھا پہلے، نہ ہو گا تا قیامت
رسولوں کے سوا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

جہانِ آب و گل میں افضل الناس
ہیں بعدِ انبیاء، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

معیت ہے خدا سے جن کو حاصل
ہیں ایسے باخدا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم قدردانِ حُبِّ صدیق رضی اللہ عنہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

صحابی رضی اللہ عنہ ہیں ستارے، ان میں ہیں وہ
چمکتے چاند وہ، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

رہے ہر آن غزوات و سفر میں
رفیق مصطفٰے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

زبانِ کلکِ قدرت پر ہے جاری
بڑی مدح و ثنا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوشیدہ اعمال

جناب امیر المومنین خلیفہ اوّل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تھی کہ راتوں کو ایسے ایسے برگزیدہ عمل کرتے تھے کہ جن کے سننے سے دِل پر اثر پڑتا ہے اور زادِ آخرت حاصل کرنے کے لیے چشم بصیرت کھلتی ہے۔ معتبر روایت ہے کہ حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو خود بھی اخفائے زادِ آخرت میں راتوں کو مدینے کی گلیوں اور محلوں میں غریبوں کے گھر گھر جاتے تھے اور چاہتے تھے کہ پوشیدہ طور پر خلق اللہ کی خدمت کریں۔ ان کے برتنوں میں پانی ڈالیں۔ ایندھن پہنچائیں لیکن جہاں کہیں وہ جاتے تھے ان سب کاموں کو پہلے سے ہی پورا کیا ہوا پاتے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ اکثر حیران ہوتے تھے کہ الٰہ العالمین تیرے بندوں میں یہ کونسا ایسا پیارا بندہ ہے جو عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے خلق اللہ کی اس درجہ خدمت کر بھی چکتا ہے اور مجھے ان کی امداد کا زیادہ موقع نہیں دیتا۔ آخر ایک روز آپ ایک بڑھیا کے مکان پر پہنچے اور خیال کیا کہ اِس ضعیفہ کی خدمت کا موقع مجھے ضرور ملے گا۔ اس بیچاری کی خدمت کسی نے نہیں کی ہوگی۔ مگر دیکھتے کیا ہے کہ اس کے پانی کے برتن بھی بھرے ہوئے ہیں اور آٹا، کھجوریں اور ستو بھی موجود ہیں تو خیال آیا کہ اس ضعیفہ کی نجاست صاف کرنے کا موقع مجھے ضرور ملے گا مگر جب وہاں جا کر دیکھتے ہیں تو وہ بھی صاف ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کوئی صاف کر

Marfat.com

کے گیا ہے۔ حیران رہ گئے اور اپنے دِل میں کہا:

کون ہے تو اے غریبوں کے رفیق
کر رہا ہے ان کی خدمت ہر طریق
کچھ تو تُو اپنا پتہ مجھ کو بتا
کون ہے تُو اور ہے تیرا نام کیا
تیری اِس خدمت سے میں حیران ہوں
یہ بتا اَب کس کی خدمت میں کروں
لے گیا سارے عمل تو اے فتا
اے مقدس ذات تو حد کر گیا
اِک ضعیفہ کی نجاست تک نہیں
صاف کر دی تو نے اس تک سے زمین
کس قدر مخلوق کا خادم ہے تو
کیوں نہ ہو تو دوجہاں میں سرخرو
آہ اِس اخلاص و خدمت کی نظیر!
مل نہیں سکتی ہے دُنیا میں مُدیر

جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اعمالِ اخلاص انتہا کو پہنچے ہوئے تھے جو اُن کے لیے زادِ آخرت اور توشۂ عقبیٰ کی کافی دلیل ہے۔

(الوعظ جلد 4، نمبر 12)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ سے عشق

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی آخرالزماں ﷺ سے جو عشق تھا اُس کا ایک نمونہ ذیل کی روایت سے معلوم ہوگا۔ حضورِ اکرم کی وفات کے بعد حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صِرف سوا دو برس زندہ رہے اور سینہ میں فرقتِ رسولِ ﷺ کے شعلے بھڑکتے رہے اور آخر کار ۲۲ر جمادی الثانی ۱۳ھ یوم دو شنبہ آپ نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے محبوب سے جا ملے۔

امام شعرانی اپنی کتاب طبقاتِ کبریٰ میں لکھتے ہیں: ''غَلَبَ عَلَیْهِ الْحُزْنُ حَتّٰی کَادَیُشَمُّ مِنْ فَمِهٖ رَآئِحَةِ الْکَبْدِ الْمَشْوِیِّ'' یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دِل میں حضور ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی جدائی اور فراق کا اَلم اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ جس نے آپ کا سینہ کباب کی مانند آہستہ آہستہ جل رہا تھا اور آپ کو حضورِ ﷺ کی مفارقت کے علاوہ اور کوئی دوسرا غم نہ تھا حالانکہ آپ بڑے مستقل مزاج، انتہا درجہ کے ضابط تھے۔ ایک روز مسجد نبوی میں بیٹھے بیٹھے جہاں آپ بڑے بڑے امورِ خلافت انجام دے رہے تھے یکا یک کھڑے ہو گئے اور مسجد نبوی سے باہر نکل کر اُس راستہ پر تیز قدموں روانہ ہو گئے جو ملک شام کی طرف جاتا ہے۔ مگر تھوڑی دُور چل کر ٹھہر گئے اور پھر آہستہ آہستہ مسجد نبوی میں واپس تشریف لے آئے۔ لوگوں نے نہایت اَدب سے دریافت کیا کہ اے پیارے صدیق رضی اللہ عنہ! آپ اس

Marfat.com

وقت ملک شام کی سڑک پر کیوں تشریف لے گئے تھے؟ تو آپ نے جواب دیا:۔

نظم

کیوں گیا تھا کیا بتاؤں کیا کہوں
قلبِ مخزوں بہہ رہا ہے بن کے خوں
کس کے استقبال کو پہنچا تھا میں
کس کے لینے کے لیئے دوڑا تھا میں
کس کے آنے کا تصور دِل میں تھا
کس کے رستہ میں ہوا جا کر کھڑا
اِک دفعہ حضرت ﷺ گئے تھے ملکِ شام
اور کیا تھا واں کئی ہفتے قیام
پھر اِسی رستے پہ اک دن یہ ہوا
چاند وہ آتا دِکھائی دے گیا
آ گیا میں جن کو لے کر اپنے ساتھ
آ گیا وہ گوہر مقصود ہاتھ
آج بھی مجھ کو یہی آیا خیال
چل لیا ہے شام سے وہ باکمال

Marfat.com

بہرِ استقبال میں پہنچا وہاں!
تا کہ لے آؤں میں حضرت ﷺ کو یہاں
دیر تک واں منتظر بیٹھا رہا
آ رہے ہوں گے محمد مصطفےٰ ﷺ
آہ لیکن وہ نہیں آئے ستم
گر پڑا صدیق رضی اللہ عنہ پر کوہِ الم
کچھ نہ پوچھو دوستو صدیق رضی اللہ عنہ کی
کیونکر جھیلے وہ فراقِ احمدی

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات

اِس فراق اور آتشِ عشق نے آخر سینۂ صدیق رضی اللہ عنہ کو کباب کر ڈالا اور آپ بیمار ہو کر صاحب فراش ہو گئے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اے صدیق رضی اللہ عنہ! ہم کسی طبیب کو بلا کر آپ کا علاج معالجہ کرائیں۔ تو جواب میں آپ نے فرمایا کہ ایک طبیب حاذق نے مجھے دیکھ لیا ہے اور میری نسبت اُس نے یہ تجویز کیا ہے کہ ''فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ'' یعنی ہم جو چاہیں وہ کریں گے۔ لوگوں نے سمجھ لیا کہ آپ حکم خداوندی بیان فرما رہے ہیں کہ اس کی مرضی میں کسی کو دَم مارنے کی گنجائش نہیں ہے چنانچہ جب اس مریضِ عشق کی حالت بہت نازک ہو گئی تو تیمارداروں نے طبیب کو بلا کر

Marfat.com

دِکھایا تو طبیب نے پورے معائنہ کے بعد کہا کہ اِس جسدِ نورانی کو کوئی مرض نہیں ہے۔ البتہ

نظم

کسی کے عشق میں سینہ کباب ہے انکا
کسی کے ہجر کی ان کو نہ تاب ہے گویا
حبیب ہے کہ جدا ہے حبیب سے اپنے
نصیب ہے کہ خفا ہے نصیب سے اپنے
دکھا دو ایک نظر ان کا تم انہیں محبوب
ابھی یہ خاصے ہیں اچھے ہیں تندرست ہیں خوب

جب طبیب کی یہ رائے سنی تو لوگ سمجھ گئے کہ اَب وقت آ گیا ہے۔ اُن کے آنسو جاری ہو گئے اور اُن کے رونے کی آواز حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کانوں میں پہنچی تو آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: پیارے علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ اُسی وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سامنے آئے۔ حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! جب میری وفات ہو جائے تو مجھے تم اپنے اُن ہاتھوں سے غسل دینا جن سے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو تم نے غسل دیا ہے اس کے بعد مجھے میرے پرانے کپڑوں میں کفنا کر روضۂ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میرا جنازہ رکھ دینا۔ پھر اگر خود بخود

Marfat.com

روضۂ اطہر کا دروازہ کھل جائے تو مجھے میرے حبیب ﷺ کے پاس دفن کر دینا، ورنہ عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔

''شواھد النبوۃ'' میں لکھا ہے کہ قریبِ وفات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا بَکْر'' اور پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا اور اپنا دستِ نورانی صدیق رضی اللہ عنہ کے سینہ پر پھیرا۔ جس سے آپ کے سینہ کی تمام کلفت دُور ہو گئی۔ پھر فرمایا صدیق رضی اللہ عنہ! ہم سے ملنے میں کیوں دیر کر رکھی ہے۔ یہ سن کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خواب میں ہی اس قدر روئے کہ تمام گھر والے آپ کے چاروں طرف آ کر کھڑے ہو گئے اور سنا کہ آپ یہ فرما رہے ہیں کہ مجھے کب حضور ﷺ کا دیدار میسر ہوتا ہے؟ اور کب یہ بیمارِ عشق وصال کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے؟ چنانچہ اس خواب میں حضورِ والا ﷺ پیارے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تسکین دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گھبراؤ نہیں ہماری تمہاری ملاقات کا وقت اب بہت قریب آ پہنچا ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خواب سے بیدار ہوئے اور پسماندہ گان کو وصیت فرمائی کہ میرے جنازے کو تیار کر کے حجرۂ رسول ﷺ کے سامنے رکھ کر عرض کرنا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه'' یہ ابو بکر آپ کا جانثارِ درِ دولت پر حاضر ہے پھر وہاں سے جو ارشاد ہو اُس پر عمل کرنا۔ آخر کار جنابِ صدیق

Marfat.com

اکبر رضی اللہ عنہ اس جہانِ فانی سے انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور پھر بموجب وصیت آپ کا جنازہ روضۂ اطہر کے سامنے رکھا گیا اور اُسی طرح اجازت طلب کی گئی چنانچہ روضۂ اطہر کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور ساتھ ہی اُس کے یہ آواز آئی:

ضُمُّوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ فَاِنَّ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیّبِ مُشْتَاقٌ

یعنی ؎

منتظر ہے دوست اپنے دوست کا
اُس کو تم جلدی ملا دو اتقیا
دوست اپنے دوست کا مشتاق ہے
اُس کی فرقت اور دُوری شاق ہے
دوست سے دوست کو جلدی سے ملا دو لوگو
عاشقِ زار کو محبوب دِکھا دو لوگو
اب نہ طاقت ہے جدائی کی نہ فرقت کی سہار
بیچ سے پردۂ فرقت کو اُٹھا دو لوگو
دوست بھی دوست سے ملنے کا ہے مشتاق بہت
شوق سے تم کو اجازت ہے ملا دو لوگو

جب یہ صدا کانوں میں آئی اور صرف اجازت ہی نہیں ملی بلکہ

Marfat.com

دروازہ بھی چوپٹ کھل گیا تو حضرتِ عمر فاروق، حضرت عثمانِ غنی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی نہیں بلکہ تمام صحابہٴ کرام اور اہلِ بیتِ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جو وہاں موجود تھے۔ جوش میں آ کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے نعرے لگائے اور ایک عجیب شادی مرگ کی کیفیت پیدا ہوگئی۔

نظم

دیکھ کر یہ حال اصحابِ کبار
کہتے تھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ بار بار
مچ گیا کہرام یاں سے واں تلک
ساتھ جن کے رو دیئے جن و ملک
آہ یہ جذبِ محبت اے فتا
سینہٴ انسان جس سے شق ہوا
واقعی اس کی صداقت ہو گئی!
کُلُّ شَیْءٍ یَّرْجِعُ فِیْ اَصْلِہٖ
زادِ تقویٰ زادِ اُخریٰ کا مال
تو نے اے اسحاق یہ دیکھا کمال

اِدھر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کو دفن کرتے ہیں اور دریائے اَشک بہاتے ہیں اُدھر مدینے کی ایک ایک گلی اور گھر سے رونے کی آوازیں آتی ہیں اور یہ وہ آوازیں ہیں جن کو سن کر کون ہوگا جس کا دِل نہ

Marfat.com

بھر آئے اور بے ساختہ یہ کہہ بیٹھے کہ زادِ آخرت کے لیے اللہ تعالیٰ کی توحید کا قرار اور عبادتِ الٰہی ہی نہیں بلکہ عشقِ رسول ﷺ، تقویٰ و طہارت اور چھپے ہوئے نیک اعمال بھی ضروری ہیں۔

نظم

محشر ہے مدینے میں قیامت کا سماں ہے
گویا کہ مدینہ نہیں، اِک اَلم کا جہاں ہے
روتی ہیں کہیں عورتیں منہ ڈھانک کر اپنا
معصوموں کے رونے سے کہیں دل ہے دو پارا
دل چاک ہے، ہے ہاتھ ضعیفوں کی صدا سے
فریاد وہ یوں کرتے ہیں بس اپنے خدا سے
راتوں کے اندھیرے میں بس اَب کون پھرے گا
چھپ چھپ کے ہمیں نعمتیں اللہ کی دے گا
کیا رات سے فاقہ ہے، غریبوں کے گھروں میں
صدیق رضی اللہ عنہ کے صدیق رضی اللہ عنہ کا سودا ہے سروں میں
خالی ہیں سبھی پینے کے اور کھانے کے باسن
جیبیں ہیں کہیں صاف کہیں خالی دامن
ٹوٹی ہے کمر آج یتیم و غرباء کی
ڈوبی ہے بھری ناؤ یہ مخلوقِ خدا کی

Marfat.com

ماؤں سے یتیم اپنی یہ کہتے ہیں بلک کر
کیا آج سدھارے، وہ جو تھے باپ سے بڑھ کر
چھپ چھپ کے بس اب کون کھجوریں ہمیں دے گا
ٹوٹے ہوئے ننھے سے جو دِل میں ہاتھ لیگا
بیواؤں کی فریاد فغاں کا ہے یہ عالم
گھر گھر میں یہ روتا ہے یہ گھر گھر میں ہے ماتم
بیوائیں مدینے کی تکیں کس کا سہارا
صدیق رضی اللہ عنہ کی رُخصت سے ہوئیں آج وہ بیوا
محتاج و مساکین کے گھر میں ہے قیامت
کس منہ سے بیاں ہو سکے بس اُن کی حقیقت
اللہ سے فریاد ہے اُن کی کہ خدایا
کیا تو نے غریبوں کے محافظ کو اُٹھایا
اب کون ہمیں آ کے سنبھالے گا شبوں کو
اور آن کے پوچھے گا ہم افلاس زدو کو
اسحاق یہ اخلاص کا صدقہ ہے سمجھ لو
عبرت کیلئے حضرتِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھو!

اِنہی دِنوں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایک لشکر شام کے لیے دمشق کے گرد پڑا ہوا تھا جس کے فتح ہونے میں کسی قدر دِقتیں پیش آ

Marfat.com

رہی تھی۔ جس سے لشکرِ صحابہ کو کسی قدر فکر تھی اِس لشکر کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے جنہوں نے اِسی رات خواب میں دیکھا کہ جنابِ رسول ﷺ تشریف لائے اور بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! مسلمانوں سے کہہ دو کہ کل صبح انشاء اللہ تعالیٰ شہر دمشق فتح ہو جائے گا۔ یہ فرماتے ہی حضورِ اکرم ﷺ نے بہت جلدی واپسی کا عزم کیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے نہایت لجاحت سے عرض کیا کہ حضور میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں، حضور کو اس قدر جلدی کیا ہے۔ ذرا دیر تو آرام فرمائیں۔ فرمایا اے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ! آج ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا ہے جن کا جنازہ تیار چھوڑ کر میں یہاں آیا ہوں۔ مجھے جلدی پہنچنا ہے یہ فرما کر حضور ﷺ تشریف لے گئے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جنازے پر موجود ہی نہیں ہوئے بلکہ اُن کو اپنے پہلو میں دفن کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

نظم

عشق سچا ہو تو پھر ہو یوں وصال
باکمالوں سے ملیں یوں باکمال
ہم کو سچا ہو اگر عشقِ رسول ﷺ
پھر کبھی ہم رہ نہیں سکتے ملول
عشقِ احمد ہے وہی عشقِ احد
جانتا ہے جس کو اَللّٰہُ الصَّمَد

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ کا فرمان

ایک شخص نے جنابِ رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ حضور! مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔

حضورِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی پر لعنت نہ کیا کر۔ نیز فرمایا مومن پر لعنت کرنا اُس کے قتل کے برابر ہے۔

نظم

واقعی لعنت ملامت ہے بُری
حلق انساں پر چلاتی ہے چُھری
یہ تبرا اور لعنت ہے مذہب کے خلاف
خود ہی ملعوں اِس سے ہو جاتا ہے صاف
منہ پر مُسلم کے نہ یہ آئے کبھی
ہے اسی میں خیریت اور بہتری
بعض لوگ اپنے مخالف کے لیے
آلۂ حربی سمجھتے ہیں اِسے
ہے یہ شیطاں کے فریبوں میں فریب
کاش ہم بھی جان لیں بس اس کو عیب

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا حسب ونسب

آپ کا نام عمر رضی اللہ عنہ ہے آپ بیٹے ہیں خطاب ابن نفیل ابن عبدالعزیٰ کے اور آٹھویں پشت میں آپ کا سلسلۂ نسب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحفص ہے اور لقب فاروق۔ یہ بھی قریش ہیں۔ ان کی والدہ ابوجہل کی ہمشیرہ ہیں گویا اس طرح عمر رضی اللہ عنہ حقیقی بھانجے ابوجہل کے ہیں اور ماں باپ دونوں کی طرف سے شریف النسب ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال مین اسلام لائے۔ اُس وقت اُن کی عمر ستائیس برس کی تھی۔ آپ کے اسلام لانے سے پہلے نبوت کے چھ برسوں میں صرف چالیس مرد اور گیارہ عورتیں ایمان لائی تھیں۔ آپ سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن اور عشرہ مبشرہ اور خلفائے راشدین میں سے ہین اور خسر ہیں

Marfat.com

حضور نبی اکرم ﷺ کے۔

اسلام میں آنے کے بعد آپ کی اسلامی خدمات انتہائی قابلِ قدر ہیں اسی کے ساتھ آپ کا علم و اخلاق۔ زہد و تقویٰ نہایت ہی بلند کردار کو واضح کرتا ہے مسلمانوں کے ساتھ تواضع و نرمی اور اہلِ کفر کے ساتھ شدت کا سلوک رہا اور آپ نے اس آیت کریمہ پر عمل کیا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ

ترجمہ: ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو اِن کے ساتھ ہیں، زور آور ہیں کافروں پر (اور) مہربان ہیں آپس میں''۔

(پارہ 26، سورۃ الفتح، آیت نمبر 29)

یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ کہ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل۔ عدل و انصاف میں انہیں پورا کمال حاصل ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا

مکہ معظمہ میں امام الانبیاء سیّد المرسلین ﷺ نے جب اسلام کی دعوت پہنچانی شروع کی تو آپ نے کفارِ قریش کے بڑے بڑے جمگھٹوں

Marfat.com

میں پہنچ کر بلند آواز سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنا شروع کیا۔ تو اہل مکہ غصہ میں بھڑک اُٹھے اور حضورِ ﷺ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچانی شروع کردیں۔ کبھی پتھر مارتے تھے تو کبھی راستے میں کانٹے بچھاتے تھے تو کبھی آپ پر کوڑا پھینکتے تھے۔ غرض ہر ہر طرح کی ایذائیں دینا اُن کا شعار ہوگیا تھا۔ حضور ﷺ کے پاس مسلمانوں کی کوئی بڑی جمعیت تو تھی نہیں کہ کفار سے کھلا مقابلہ کیا جاتا اور وہ رسول ﷺ جنہوں نے طاقت حاصل کر لینے کے بعد بھی اُن سے بدلہ نہ لیا اور ہمیشہ اُن کی خطاؤں کو معاف ہی کرتے رہے۔ ایسے رسول ﷺ سے یہ کب ممکن تھا کہ کفارِ قریش کو تباہ کرنے کی کوشش کرتے بلکہ وہ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ تو اُن کے لیے اللہ رب العزت سے یہی دُعا فرماتے رہے کہ اے اللہ ان کو ہدایت دے یہ مجھ کو جانتے نہیں ہیں ورنہ مجھے یہ ایسی ایذائیں نہ پہنچاتے۔

اُن کفار کا غصہ اور بھی بڑھ گیا۔ جب کہ یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ط

ترجمہ: ''یقیناً تم اور وہ سب جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اِیندھن ہیں جہنم کا''۔

(پارہ 17، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر 98)

Marfat.com

یعنی تم (مشرکین) اور جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو سب دوزخ میں ڈالے جاؤ گے۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کفار کا غصہ اور بھی بڑھ گیا اور وہ حضور ﷺ کے قتل کا مشورہ کرنے لگے اور جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کی تکلیفوں میں بھی اضافہ ہو گیا۔

چنانچہ ایک روز حضورِ نبی اکرم ﷺ زید ابن ارقم کے مکان پر تشریف فرما تھے اور دیگر مقتدر اصحاب رضوان اللہ علیہم بھی تشریف فرماتے تھے جن میں جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں اُس وقت تک مسلمان اتنے کمزور تھے کہ چھپ کر عبادتِ الٰہی کیا کرتے تھے اور کھلے طور پر اذان ونماز نہیں ہوسکتی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس موقعہ پر اسلام کی سربلندی اور فروغ کے لیے اللہ رب العزت کی جناب میں یہ دُعا فرمائی:

"اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ ھٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ بِعُمَرِبْنِ الْخَطَّابِ اَوْبِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ"

یعنی اے اللہ اِن دونوں شخصوں یعنی عمر ابن الخطاب اور ابو جہل بن ہشام میں سے جو تجھے محبوب ہو اس کو اسلام کی توفیق عطا فرما کر اسلام کو غلبہ عنایت کر۔

چنانچہ اِدھر حضور نبی اکرم ﷺ کی یہ دُعا قبولیت کے درجہ کو پہنچی۔ اُدھر یہ صورت پیدا ہوئی کہ قریش کے بڑے بڑے سردار حرمِ کعبہ میں جمع

Marfat.com

ہوئے اور ابوجہل نے اپنے سرداروں کو مخاطب کر کے کہا کہ اے قریش کے بہادرو! کب تک ابن عبداللہ کی اِن زیادتیوں کو برداشت کرتے رہو گے وہ ہم کو تو کہتے ہی تھے کہ تم سب جہنم کا ایندھن ہو مگر اب تو وہ کہتے ہیں تمہارے معبود بھی سب جہنم میں تم کو اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ تو اب یہ سب باتیں برداشت سے باہر ہو چکی ہیں۔ اے سردارو! اور اے اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کے پختہ کارو! کیا تم اب بھی غور نہیں کرو گے کہ ہمارے معبودوں کی یوں توہین ہو اور اس بری طرح مذہب کو حقیر کیا جائے۔ کیا ہم اس قدر بے غیرت ہو گئے ہیں کہ اپنے مذہب کی توہین و تذلیل کانوں سے سنتے رہیں اور آنکھوں سے دیکھتے رہیں اور ہمارے کانوں پر جوں نہ رینگے اور اس مدعی اسلام سے بدلہ نہ لیں کیا تم میں کوئی ایسا بہادر مردِ میدان نہیں ہے جو نعوذ باللہ، محمد ابن عبداللہ کو شہید کر کے اُن کا سر میرے پاس لے آئے۔ میں اعلان کرتا ہوں اور لات وعزّیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو کوئی اُن کا سر میرے پاس لائے گا اُسے (۱۰۰) اُونٹ انعام دوں گا۔

ابوجہل کی اس جوشیلی اور اشتعال دلانے والی تقریر سے سردارانِ قریش میں ایک جوش پیدا ہو گیا اور سب کے چہرے غصے سے سُرخ ہو گئے۔ مگر یہ ہمت کسی کو نہ ہو سکی کہ اس دشوار کام کا بیڑا اُٹھائے۔ البتہ سب ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے اور دل میں یہی کہہ رہے تھے کہ

Marfat.com

جی داغِ غمِ غیر سے جل جائے تو اچھا
کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا

کہ اتنے میں عمر ابنِ خطاب غصے میں بھڑک اُٹھے۔ تلوار سونت لی اور کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! مجھے اپنے معبود ہُبَل بُت کی قسم ہے جب تک اُن کا سر نہ اُتار لوں گا زمین پر چین سے نہ بیٹھوں گا۔ بس پھر کیا تھا قریش کے سرداروں میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اور انہیں یقین ہو گیا کہ ابن عبداللہ اب اپنا کام نہ کر سکیں گے اور اس طرح اب ہمارے بتوں کی توہین نہ ہو گی۔ کیونکہ عمر جیسا بہادر اُن کے قتل کا بیڑا اُٹھا کر نکل کھڑا ہوا ہے۔ چنانچہ ابو جہل نے عمر ابنِ خطاب ؓ سے وعدہ اور قسم لے کر رُخصت کیا:

نظم

قتل احمد ﷺ کے لیے جبکہ عمر نکلے ہیں
آسمانوں سے ہزاروں ہی تو سر نکلے ہیں
یہ قریشی یہ بہادر یہ عرب کا شہ زور
کس کا یہ خون بہانے کو چلا ہے فی الفور
رنگ بگڑا نظر آتا ہے خدا خیر کرے
تیرے پیارے ترے محبوب کی بس خیر رہے

عمر ابنِ خطاب شمشیر بکف نکلے اور زید ابن ارقم کے مکان کی طرف

Marfat.com

روانہ ہوئے تا کہ وہاں پہنچ کر اُس کام کو پورا کریں جس کا بیڑا قریش کے چودھریوں میں حرم کی حدود میں اُٹھایا ہے۔ راستے میں ایک صحابی حضرتِ نعیم رضی اللہ عنہ ابنِ عبداللہ نے دیکھا کہ عمر نہایت غصے کی حالت میں ننگی تلوار لیے ہوئے جارہے ہیں اور عمر کا طور کچھ بے طور ہے۔ کہیں سیّدِ عالم ﷺ پر تو کسی نے انہیں اشتعال نہیں دلا دیا ہے۔ عمر کا یہ حال دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! کیا ارادہ ہے؟ آج شمشیر بکف کس پر تُلے جاتے ہو؟ جواب دیا کہ اے نعیم! میں اُس شخص کا سر اُتارنے جاتا ہوں جس نے ہمارے معبودوں کی توہین کر کے ہماری عزت کو خاک میں ملا رکھا ہے اور ہمارے آبائی دِین کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدا سے ڈرو اور اس خیالِ فاسد کو دل سے نکالو۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ اُن کے سمجھانے کا عمر رضی اللہ عنہ پر کوئی اثر نہیں ہوا تو کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! پہلے اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا اور بہنوئی سعید رضی اللہ عنہ کی تو خبر لو کہ وہ دونوں نبی عربی ﷺ پر ایمان لا چکے ہیں اور آسمانی خدا کی عبادت میں مصروف ہیں۔

باہر تو جنگ کرتے ہو گھر کی خبر نہیں
تم جیسا عقل مند بھی کوئی بشر نہیں

اے عمر رضی اللہ عنہ! ابن عبداللہ پر تو بعد میں حملہ کرنا پہلے اپنے گھر کی خبر لو اور اُن دونوں کو جا کر اللہ کی بندگی کرتے دیکھو۔ چنانچہ نعیم رضی اللہ عنہ سے یہ سن کر

Marfat.com

اُن کا غصہ اور بھڑکا اور دل میں ٹھان لی کہ پہلے اِن دونوں کا ہی خاتمہ کرنا چاہئے اور بہن کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ اُس وقت ان کی بہن اور بہنوئی مکان کی کنڈی لگائے ہوئے ایک صحابی حضرتِ خباب رضی اللہ عنہ سے سورۂ طٰہٰ کی چند آیتوں کا سبق لے رہے تھے۔

عمر دروازہ پر پہنچے اور کان لگا کر سُنا کہ واقعی یہ دونوں اُسی نئے کلام کی تلاوت کر رہے ہیں جسے یہ مسلمان آسمانی خدا کا کلام بتاتے ہیں۔ اس پر ان کا غصہ اور تیز ہو گیا اور زور سے کواڑوں کو دھکا دیا اور کہا کہ جلدی دروازہ کھولو، ورنہ تمہاری خیر نہیں ہے۔ اُن کی بہن فاطمہ نے آواز پہچانی اور کہا غضب ہو گیا کہ ہمارے اسلام لانے کی عمر کو خبر ہو گئی۔ اب ہمیں وہ ہرگز زندہ نہ چھوڑیں گے کیا کرنا چاہئے۔ چنانچہ حضرتِ خباب رضی اللہ عنہ کو تو انہوں نے چھپا دیا اور خود بہن دروازہ کھولنے گئیں۔ دروازہ کھولا تو دیکھا کہ بھائی کے تیور آج بدلے ہوئے نظر آتے ہیں غصے سے تھر تھر کانپ رہے ہیں۔ بھائی کو غضبناک دیکھ کر بہن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ عمر نے دریافت کیا سچ بتاؤ کہ تم دونوں اس وقت کیا پڑھ رہے تھے؟ سعید رضی اللہ عنہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں لرز گئے اور دہشت کے سبب کچھ جواب نہ دے سکے۔ پھر کہا کہ جلد بتاؤ کیا پڑھ رہے تھے؟ جلدی جواب دو۔ یہ دونوں پھر بھی خاموش رہے جس پر عمر نے اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا اور بہنوئی سعید رضی اللہ عنہ کو مارنا

Marfat.com

شروع کیا اور کہا کہ جلدی بتاؤ کیا تم نے محمد ﷺ کا دین اختیار کر لیا ہے؟ بہن کے سر اور منہ سے خون جاری ہو گیا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ کو سنبھالا اور فرمایا کہ اے عمر! خدا کے لیے اپنا ہاتھ روکو اور میری بات سنو! اے بھائی میں سچائی کا اظہار کر کے تم کو یقین دلاتی ہوں کہ میرا دین و ایمان یہ ہے کہ اللہ ایک ہے نہ کسی نے اُسے جنا اور نہ اس کی کوئی اَولاد ہے اور نہ کوئی اس کا شریک ہے وہ ایک اکیلا وحدہٗ لاشریک ہے اور جناب محمد رسول اللہ ﷺ اُس خدائے واحد کے بھیجے ہوئے سچے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ہماری ہدایت کے لیے بھیجا ہے تاکہ وہ ہم کو سیدھا راستہ دکھا کر گمراہی سے بچائیں اور دوزخ سے بچا کر جنت میں پہنچائیں۔ بہنوئی سعید رضی اللہ عنہ نے بھی یہی بات کہی کہ اے عمر ہم دونوں میاں بیوی بتوں کو چھوڑ کر خدائے واحد کے پیروکار ہو گئے ہیں اور ہم نے تم کو اصل بات بتا دی۔ اَب جو تمہارا جی چاہے سو کرو بہن اور بہنوئی کی یہ باتیں سن کر ان کے دل پر کسی قدر اثر ہوا۔ کچھ غصہ کم ہوا تو کہا۔ اچھا دکھاؤ وہ کیا تھا جسے تم دونوں پڑھ رہے تھے؟

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کہ وہ تو خدائے واحد کا پاکیزہ کلام ہے اور تم بتوں کی پرستش کے سبب ناپاک ہو۔ تاوقتیکہ تم پاک نہ ہو۔ اُس کلامِ پاک کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ بولے کیا کوئی ترکیب ایسی ہے کہ میں اُس کلامِ پاک کو اپنے ہاتھ میں لے سکوں؟

Marfat.com

فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو وضو کرایا اور کہا کہ بھائی اب تم اس کلام کو اپنے ہاتھ میں لے سکتے ہو۔ اس کو پڑھو اور اس کی کشش پر غور کرو۔ وہ صحیفہ آپ کے ہاتھ میں دیا اور آپ نے پڑھنا شروع کیا۔ پہلی نگاہ جو اُن آیتوں پر پڑی تو عمر رضی اللہ عنہ سُن ہو گئے۔ اُس کی بلاغتِ کلام اس کے معانی و مطالب میں غرق ہونے لگے۔ وہ آیتیں یہ تھیں:

طٰهٰ ۚ ﴿١﴾ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰٓى ۙ ﴿٢﴾ اِلَّا تَذۡكِرَةً لِّمَنۡ يَّخۡشٰى ۙ ﴿٣﴾ تَنۡزِيۡلًا مِّمَّنۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ وَالسَّمٰوٰتِ الۡعُلٰى ؕ ﴿٤﴾ اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى ﴿٥﴾ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰى ﴿٦﴾ وَاِنۡ تَجۡهَرۡ بِالۡقَوۡلِ فَاِنَّهٗ يَعۡلَمُ

Marfat.com

السِّرَّ وَاَخْفٰی ﴿۷﴾ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ لَہُ
الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ﴿۸﴾ وَہَلْ اَتٰکَ
حَدِیْثُ مُوْسٰی ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ
لِاَہْلِہِ امْکُثُوْٓا اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ
اٰتِیْکُمْ مِّنْہَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَی
النَّارِ ہُدًی ﴿۱۰﴾ فَلَمَّآ اَتٰہَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی ؕ ﴿۱۱﴾
اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ ۚ اِنَّکَ
بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی ؕ ﴿۱۲﴾ وَاَنَا
اخْتَرْتُکَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ﴿۱۳﴾ اِنَّنِیْٓ اَنَا
اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ

Marfat.com

الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي ﴿١٤﴾ إِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ﴿١٥﴾

ترجمہ: ''طٰہٰ (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نہیں اُتارا کہ آپ تکلیف اُٹھائیں بلکہ ایسے شخص کی نصیحت کے لیے جو اللہ سے ڈرتا ہو۔ اُس ذات کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس نے زمین اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے وہ رحمٰن ہے اور عرش معلّٰی پر جلوہ آرا ہے۔ اسی کی مِلک ہیں جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں اور جو اِن دونوں کے درمیان میں ہیں اور جو تحتُ الثریٰ میں ہیں۔ اگر تم پکار کر بات کہو تو وہ چپکے سے کہی ہوئی بات کو اور اُس سے بھی زیادہ خفی بات کو جانتا ہے۔ وہ اللہ ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اُس کے اچھے اچھے نام ہیں اور کیا (اے نبی ﷺ) آپ کو موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کی خبر بھی پہنچی ہے جبکہ انہوں نے ایک آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم ٹھہرے رہو۔ میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔ شاید اُس میں سے تمہارے پاس کچھ آگ لے آؤں یا وہاں آگ کے پاس راستے کا پتہ مجھ کو مل جائے۔ پھر جب موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

آگ کے پاس پہنچے تو آواز آئی کہ اے موسیٰ! میں تمہارا ربّ ہوں۔ پس تم اپنی جوتیاں اُتار دو کیونکہ تم ایک پاک میدان یعنی طویٰ میں ہو اور میں نے تم کو نبی منتخب فرمایا۔ سو جو کچھ وحی کی جا رہی ہے اُس کو سنو (وہ یہ ہے) کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔ (اے موسیٰ) میری ہی عبادت کرو اور نماز پڑھا کرو میری یادگاری کے لیے۔ اس میں شک نہیں کہ قیامت ضرور آنے والی ہے اور میں اس کو تمام مخلوق سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ اُس دن ہر شخص کو اس کے کیے کا بدلہ مل جائے''۔

(پارہ 16۔ سورۃ طٰہٰ۔ 1 تا 15)

اِن آیتوں کا پڑھنا تھا کہ عمر ابنِ خطاب کے جسم میں ایک لرزہ پیدا ہو گیا۔ کانپ اُٹھے اور زار زار رونا شروع کر دیا۔ اس قدر روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں اور کہا کہ بے شک یہ کلام خدائے واحد کا ہے۔ انسان کے کانوں نے آج تک ایسا کلام نہیں سُنا۔ درحقیقت یہ کلام آسمانوں اور زمین کے رب کا ہے۔ اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! مجھے جلد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو۔ کیونکہ اَب مجھے مفارقت گوارا نہیں۔

مثنوی:- آنکہ طٰہٰ طہارتش دادہ
وانکہ یٰسین امارتش دادہ

جب یہ صورت ہوئی اور یہ الفاظ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت

Marfat.com

خباب رضی اللہ عنہ نے سنے جو ان کے ڈر سے چھپ گئے تھے تو وہ باہر نکل آئے اور کہا کہ اے سعید رضی اللہ عنہ اور اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! مبارک ہو تمہارے بھائی کے حق سیّد المرسلین ﷺ کی دُعا قبول ہو گئی اور ابو جہل محروم رہ گیا۔ آج اور ابھی کی بات ہے کہ رسالت مآب ﷺ نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرمائی تھی کہ اے اللہ! ابو جہل یا عمر رضی اللہ عنہ کو مسلمان کر دے۔ سو الحمدُ للہ وہ دُعا تمہارے بھائی کے حق میں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔

سعید رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور سرورِ کائنات نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے لے کر چلے۔ اس وقت حضورِ ﷺ زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ کے مکان میں رونق افروز تھے جب یہ دونوں دروازے پر پہنچے تو دروازہ کھولنے کے لیے عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی۔ وہاں دروازہ پر حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ کھڑے تھے جو حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی آواز کو پہچان گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم میں کچھ خوف پیدا ہوا کہ خدا خیر کرے عمر آ پہنچا۔ حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ جوش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ عمر کے ساتھ اگر اللہ تعالیٰ بھلائی کرنی چاہتا ہے تو اُسے اسلام کی توفیق عطا کرے گا اور اگر کوئی اور بات ہے تو آج عمر رضی اللہ عنہ ہمارے ہاتھوں قتل ہو گا۔ حضرت عمر نے پھر باہر سے آواز دی کہ اے محمد رسول اللہ آپ میرے لیے دروازہ

Marfat.com

کھولیں۔ میں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہونے اور آپ پر اپنی جان قربان کرنے آیا ہوں۔ دروازہ کھولا گیا اور حضور ﷺ باہر تشریف لائے۔ آنکھیں چار ہوتے ہی حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگا لیا اور اس زور سے بھینچا کہ عمر رضی اللہ عنہ جیسے شہ زور بھی پسینے پسینے ہو گئے اور فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ کب تک ہم سے الگ رہو گے اور کب تک بتوں کو پوجتے رہو گے اور کب اللہ واحد پر ایمان لاؤ گے۔ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے اور تھر تھر کانپ رہے تھے۔ فوراً باآواز بلند کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ - صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم جتنے وہاں موجود تھے عمر رضی اللہ عنہ کا کلمہ سن کر افراطِ خوشی میں بے خود ہو گئے اور سب نے بے ساختہ اَللّٰهُ اَكْبَر نہایت بلند آواز سے کہا کہ سارا محلّہ گونج اُٹھا۔ ایک عجیب کیفیت کا عالم تھا۔ حضورِ ﷺ اور عمر رضی اللہ عنہ آمنے سامنے کھڑے ہیں۔ صحابہ کرام کھڑے ہیں اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بھی موجود ہیں اور ہزارہا فرشتے زمین سے آسمان تک تہ بہ تہ کھڑے ہیں جو عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے پر حضور ﷺ کو مبارکباد دینے آئے اور بتایا کہ يَا مُحَمَّدُ قَدِاسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَآءِ الْيَوْمَ بِاِسْلَامِ عُمَرَ یعنی اے محمد ﷺ! آج عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی وجہ سے تمام اہل آسمان خوش اور شادماں ہیں۔

Marfat.com

نظم

مبارک ہو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے
مبارک ہو عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے
مبارک اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسلام اِن کا
رکھو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نام اِن کا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اب دیکھنا اِن کی شجاعت
کہ ہے تلوار ان کی اک قیامت
فقط اسلام آج اِن کا نہیں ہے
مسلماں بلکہ اَب ساری زمیں ہے
عرب سے تا عجم لرزا پڑے گا
خدا کا شیرِ بن کر یہہ لڑے گا
چڑھائے گا جب اپنی آستیں کو
ہلا ڈالے گا یہ روئے زمیں کو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب یہ کیسے ممکن ہے کہ مشرکین تو لات و عزّی بتوں کی عبادت اعلانیہ کرتے رہیں اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنے والے چھپ کر عبادت کریں۔ جھوٹے معبودوں کی عبادت تو ظاہر میں کی جائے اور زمین و آسمان کے

Marfat.com

پیدا کرنے والے کی عبادت مخفی طور پر کی جائے چنانچہ حضورِ اکرم ﷺ کعبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور کے داہنی طرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں، بائیں طرف حضرتِ حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں، پیچھے حضرتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور آگے آگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ چل رہے ہیں۔ پھر حرم شریف میں داخل ہوئے جہاں سردارانِ قریش مع ابوجہل کے اس انتظار میں تھے کہ اب عمر سر لائے گا اور یہ قصہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔ مگر ان کی آنکھوں نے کچھ اور ہی دیکھا تو دریافت کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ یہ کیا بات ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے ہلے گا تو میں اُسے قتل کر دوں گا۔ مگر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انتہائی بے جگری کے ساتھ نہ صرف اُن کا مقابلہ کیا بلکہ اُن کو حرم کی حدود سے باہر نکال دیا۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ کعبہ کے اندر (۲) رکعت نماز ادا کی۔

اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ جناب محمد رسول ﷺ کے دستِ یسار بن گئے۔ یہ فقط اُس سچی توبہ اور حضور کی اُس سچی جاں نثاری کا نتیجہ ہے۔ ورنہ!

Marfat.com

نظم

خدا اور بندے میں رشتہ نہیں ہے
کسی حیثیت سے علاقہ نہیں ہے
اگر ہے علاقہ تو بس ہے یہی
اگر ہے بھی رشتہ تو بس ہے یہی
کہ بس آدمی اُس کا بندہ بنے
اُسی کے ہی دروازے پر آ گرے
عمر رضی اللہ عنہ کی وہ توبہ، وہ خوفِ خدا
اسی سے ہی اعزاز اُن کو ملا!
ہمیں آج توبہ سے نفرت ہوئی
جبھی تو ہماری بُری گت ہوئی
نہ خوفِ خدا اور نہ توبہ نصیب
ہماری بھی حالت ہوئی ہے عجیب

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مسلمان نماز دوگانہ سے فارغ ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٤﴾

Marfat.com

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ! کافی ہے تمہارے لیے اللہ اور ان لوگوں کے لیے بھی جو تمہارے پیروکار ہیں مومنوں میں سے''

(پارہ 10، سورۃ الانفال، آیت نمبر 64)

یعنی اے نبی ﷺ آپ کیلئے کافی ہے اللہ تعالیٰ اور مسلمانوں میں سے وہ جو آپ کے تابع فرمان ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کی خوشی اور کفارِ مکہ کے غم کا یہ عالم تھا کہ گویا مسلمانوں کے یہاں عید ہے اور اہل کفر کے یہاں ماتم۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا مسلمانوں کی فتح تھی اور کفار کی شکست اور حضرت صُہَیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے اسلام کا ظہور ہو گیا۔ اسلام کی دولت آشکارا ہونے لگی اور مسلمان کعبہ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھنے لگے اور علی الاعلان کعبہ کا طواف کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح نبی اکرم ﷺ کی دُعا اللہ رب العزت نے قبول فرمائی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے اسلام اور مسلمانوں کو اس قدر طاقت وقوت حاصل ہوئی کہ اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ ربّ العزّت، عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درجوں کو بلند فرمائے۔ آمین!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے اور تائیدِ الٰہی

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی معاملہ میں یہ کہتے تھے کہ ''میرا اِس بارے میں یہ خیال ہے'' تو ہمیشہ وہی پیش

Marfat.com

آتا تھا جو اُن کا گمان ہوتا تھا۔ اس سے زیادہ اصابت رائے کی کیا دلیل ہوگی کہ ان کی بہت سی رائیں مذہبی احکام بن گئیں اور آج تک قائم ہیں۔ نماز کے اعلان کے لیے جب ایک معین طریقہ کی تجویز پیش ہوئی۔ لوگوں نے مختلف رائیں پیش کیں۔ کسی نے ناقوس کا نام لیا تو کسی نے گھڑیال تجویز کیا۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک آدمی کیوں نہ مقرر کیا جائے جو نماز کی منادی کیا کرے۔ یہ تجویز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند آئی اور اسی کی اجازت مل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان کہیں اور اذان کی ترتیب بیان فرمادی۔ چنانچہ اذان کا طریقہ قائم ہوگیا اور حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ مؤثر اور موزوں طریقہ کوئی ہو بھی نہیں سکتا۔

جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے ارشاد فرمایا کہ اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یعنی عمر رضی اللہ عنہ کی زبان حق بات بولتی ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلوص کو ربُّ العزّت کی درگاہ میں وہ درجہ اور وقعت حاصل تھی کہ انکی رائے اور ان کی تجویز کی تائید میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کئی آیات قرآنِ مجید میں نازل ہوئیں۔ جس کی چند مثالیں یہ ہیں۔

۱۔ ترک مقامِ ابراہیم کو مصلّے بنایا گیا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے ہوئی کہ خانہ کعبہ کے طواف سے فارغ ہونے کے بعد دو رکعت تحیۃ الطّواف مقامِ ابراہیم کے پیچھے پڑھنی

Marfat.com

چاہئیں نہ کہ تمام حرم میں اور نہ تمام عرفات میں اور اس بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوِ اتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی کہ اے اللہ کے رسول اگر ہم مقامِ ابراہیم علیہ السلام کو مصلّے بنائیں تو اچھا ہے۔ چنانچہ آپ اسی کے لیے دُعا بھی کیا کرتے تھے کہ ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر آئے:

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ

ترجمہ: ''اور جب بنایا ہم نے بیت اللہ کو مرکز لوگوں کے لیے اور امن کی جگہ اور (حکم دیا کہ) بناؤ مقامِ ابراہیم علیہ السلام کو نماز پڑھنے کی جگہ''۔

(پارہ 1، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 125)

یعنی جب ہم نے کعبہ کو لوگوں کے لیے جائے عبادت اور جائے امن بنایا (تو حکم دیا) کہ مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیا کرو۔

۲۔ ترکِ اسیرانِ بدر:

اسیرانِ جنگ بدر کے معاملہ میں جب اختلافِ رائے ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو رائے دی اس کی تائید میں وحی نازل ہوئی۔ فتوح الشام میں واقدی نے اس طرح بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت

Marfat.com

ہے کہ جب جنگِ بدر ہوئی اور کفار قیدی ہو کر آئے تو مسلمانوں سے نبی اکرم ﷺ نے مشورہ کیا۔ حضرت جبریل امین تشریف لائے اور مشورہ دیا حضور ﷺ کو کہ آپ کو اختیار ہے چاہے قتل کریں ان قیدیوں کو چاہے فدیہ لے کر چھوڑ دیں۔ اسی کے ساتھ یہ بھی بتایا کہ جتنے قیدی فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں گے اتنے ہی مسلمان آئندہ سال شہید ہوں گے۔ چنانچہ بعض مسلمانوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اس سال فدیہ لے لیں اور آئندہ سال ان کفار کے ہاتھوں شہید ہو کر جنت کے حقدار ہو جائیں۔ مگر حضور ﷺ کو برابر تردّد تھا اور آپ نے کوئی فیصلہ نہیں فرمایا۔ اسی دوران میں کفار نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے درخواست کی ہمارے درمیان میں مسلمانوں کے بھائی، چچا، بھتیجے وغیرہ سب ہیں۔ آپ حضور سے ہماری سفارش کریں کہ وہ ہمیں چھوڑ دیں اور فدیہ لے لیں۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے اور بہت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی موجودگی میں یہ درخواست پیش کی۔ حضور ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور حضور ﷺ کو مشورہ دیا کہ یہ لوگ مسلمانوں کو آئندہ سخت نقصان پہنچائیں گے۔ ان کو ٹھکانے لگا دینا ہی مناسب ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ چلے گئے تو پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور وہ ہی پہلی سفارش کی ان کے جانے کے بعد پھر حضرت

Marfat.com

عمر رضی اللہ عنہ آئے اور وہی پہلی بات کہی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آخر حضرت جبریل علیہ السلام کے مشورہ کے مطابق حضور نے تمام مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ چاہے وہ فدیہ لے کر چھوڑ دیں جس کو چاہیں اور چاہے قتل کریں چنانچہ اس پر عمل کیا گیا کچھ قیدی قتل ہوئے۔ کچھ فدیہ لے کر چھوڑ دیئے گئے۔ اس کے ایک سال بعد جنگِ اُحد ہوئی اور انہیں کفارِ مکہ کے ہاتھوں بہت سے مسلمان شہید ہوئے تو آیت نازل ہوئی:

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾

ترجمہ: ''نہیں ہے زیبا کسی نبی کو کہ ہوں اُس کے پاس قیدی جب تک کہ (نہ) کچل دے پوری طرح (دُشمنوں کو) زمین میں۔ تم چاہتے ہو فائدے دُنیا کے۔ اور اللہ چاہتا ہے (تمہارے لیے) آخرت۔ اور اللہ زبردست اور حکمت والا ہے''۔

(پارہ 10، سورۃ الانفال، آیت نمبر 67)

Marfat.com

یعنی یہ کہ نبی ﷺ کی شان کے لائق نہیں کہ اُن کے قیدی باقی رہیں۔ جب تک وہ زمین میں اچھی طرح خونریزی نہ کر لیں (اے مسلمانو!) تم تو دنیا کا مالِ واسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی بھتری) چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔

اس طرح یہ آیت حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی تائید میں نازل ہوئی۔

۳۔ ترکِ پردہ کا حکم:

حضورِ اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں پہلے پردے کا رواج کم تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بارہا اس بات کا خیال ہوا اور اس خیال کو انہوں نے سرورِ کائنات کے حضور میں بھی پیش کیا لیکن حضور ﷺ وحی کا انتظار فرماتے رہے۔ چنانچہ یہ آیتِ حجاب نازل ہوئی:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی

ترجمہ: ''اور ٹِک کر رہو اپنے گھروں میں اور نہ دِکھاتی پھرو (اپنی سج دھج) سابق دورِ جاہلیت کی طرح''

(پارہ 22، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 33)

یعنی تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے

Marfat.com

دستور کے مطابق مت پھرو۔

ایک موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محسوس کیا کہ جو لوگ حضور علیہ السلام کے درِ دولت پر مختلف ضرورتوں سے آتے ہیں ان میں سبھی قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور بعض موقعوں پر بات چیت بھی کرنی پڑتی ہے۔ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر عورتیں پس پردہ رہ کر بات کریں تو بہت مناسب ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو پسند فرمایا مگر وحی کا انتظار رہا۔ چنانچہ چند روز بعد آیت نازل ہوئی:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ

ترجمہ: ''اور اگر مانگنا ہو تمہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے کوئی سامان تو مانگو ان سے پردے کے پیچھے سے''۔

(پارہ 22، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 53)

یعنی (غیر مردوں کے لیے آیا کہ) جب تم اُن (عورتوں) سے کوئی چیز مانگو تو پردے سے باہر رہ کر مانگا کرو۔

۳۔ ترک نہ آنے کی اجازت لینے کا حکم:

اسی طرح حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ یہ بات پسند نہ کرتے تھے کہ کسی کے گھر

Marfat.com

میں کوئی دوسرا بغیر اجازت اندر آئے۔ چنانچہ ایک روز یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ اپنے مکان میں سو رہے تھے کہ ایک آدمی آپ تک پہنچ گیا آپ کو یہ بات بہت ناپسند ہوئی اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ

"اَللّٰھُمَّ حَرِّمِ الدُّخُوْلَ یَا اَللّٰہُ"۔

یعنی "اے اللہ گھروں میں داخل ہونا غیر مردوں کو حرام کردے"۔

چند دن نہ گذرے تھے کہ حضور آقائے نامدار ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا ط

ترجمہ: "اے ایمان والو! نہ داخل ہو گھروں میں سوائے اپنے گھروں کے جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور سلام (نہ) کرلو گھر والوں کو"۔

(پارہ 18، سورۃ النور، آیت نمبر 27)

۵۔ ترکِ عائشہ صدیقہ کی برئیت:

جب اُمّ المومنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر کچھ دُشمنوں نے ایک بہتان باندھا اور اُس کو آپس میں کافی شہرت دی اور نبی اکرم ﷺ تک وہ

Marfat.com

بات پہنچی تو آپ کو بہت رنج ہوا اور اس بارے میں حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں یہ ارشاد فرمائیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آنحضور ﷺ کے ساتھ کس کے حکم سے ہوا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا ہے عرض کیا تو پھر کیا جناب کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک عیب دار بیوی کو آپ کے نکاح میں دیا ہے اور اُس کے عیب آپ سے مخفی رکھے ہیں کیا یہ ممکن ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اس بات سے کہ عیب دار بیوی آپ کو دے۔ چنانچہ قرآن میں نازل ہوا:

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٦﴾

ترجمہ: ''سبحان اللہ یہ تو ایک بہتانِ عظیم ہے''۔

(پارہ 18، سورۃ النور، آیت 16)

یعنی (اے اللہ) تیری ذات پاک ہے یہ تو بڑا بہتان ہے۔ اس تہمت طرازی اور بہتان بندی کے واقع کو قصہ افک کہتے ہیں۔

قصہ اِفک:

یہ ایک بہت بڑا بہتان ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگایا گیا جو بہت اختصار کے ساتھ درج ذیل ہے:

Marfat.com

تفسیرِ روح البیان میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تھے تو قرعہ ڈالتے تھے اور ازواج مطہرات میں سے جس کا نام نکلتا تھا اس کو سفر میں ساتھ لیتے تھے۔ چنانچہ جب ارادہ ہوا غزوہ مصطلق کا جس کو غزوہ مرسیع بھی کہتے ہیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام قرعہ میں آیا۔ یہ ہجرت کا پانچواں سال تھا اور پردے کی آیت اس سے دو برس پہلے نازل ہو چکی تھی اور کوئی عورت کسی مرد کے سامنے نہ ہوتی تھی۔ جب اس غزوہ سے فارغ ہو کر حضور ﷺ مدینہ واپس تشریف لے جا رہے تھے تو ایک منزل میں اُترے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ میں قضائے حاجت کے لیے جنگل کی طرف گئی تو لشکر سے کافی دُور نکل گئی۔ جب واپس پہنچی تو معلوم ہوا کہ میں اپنے گلے کا ہار کہیں گرا آئی۔ یہ گلے کا ہار ہڈی کا بنا ہوا تھا اور اس کی قیمت بارہ درم تھی۔ میں نے خیال کیا کہ یہ ٹوٹ کر گر گیا ہے میں اس کی تلاش میں پھر لوٹی اور ڈھونڈنے میں کافی دیر لگ گئی۔ ہار تو مل گیا مگر اس دوران میں حمال نے میرا شغدف اُونٹ پر کس دیا اور لشکر فوراً ہی کوچ کر گیا جب میں واپس پہنچی تو لشکر کا کوئی آدمی بھی موجود نہ پایا تو میں اسی جگہ اس اُمید میں بیٹھ گئی کہ لشکر سے اب کوئی میری تلاش میں آئے گا۔ مجھے نیند کا غلبہ ہوا اور میں چادر اُوڑھے ہوئے سو گئی تو صفوان ابن معطل رضی اللہ عنہ وہاں آئے جن کے ذمہ یہ خدمت تھی کہ وہ لشکر کے

Marfat.com

روانہ ہونے کے بعد لشکر کے قیام کی جگہ پہنچیں اور جو کچھ لشکر کے سامان کا گرا پڑا رہ گیا ہو اُسے اُٹھا لائیں۔ جب حضرت صفوان رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے مجھے مثل گٹھری کے دیکھا تو میں نے حرکت کی اور کہا کہ مجھے گٹھری سمجھ کر ہاتھ نہ لگانا میں عائشہ رضی اللہ عنہا ہوں اور لشکر سے پیچھے رہ گئی ہوں۔ اُن کے منہ سے نکلا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اور اُونٹ لا کر میرے پاس بٹھا دیا۔ میں چادر میں لپٹی ہوئی اُونٹ پر سوار ہو گئی اور میرا اُونٹ اگلی منزل میں لشکر سے آ ملا۔ وہاں کچھ منافقوں نے اور اُن کے سردار عبداللہ ابنِ اُبی نے تہمت طرازی کی اور کچھ اوروں کو بھی اپنا ہم خیال بنا لیا۔ جب میں مدینہ پہنچی تو بیمار ہو گئی اور ایک مہینہ تک بیمار رہی۔ مگر اس وقت تک کسی بہتان بندی کا کوئی علم مجھے نہ ہو سکا تھا۔ البتہ میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میری بیماری میں وہ محبت و شفقت نہیں ہے جو پہلے تھی۔ میں بیماری کی حالت میں ہی اپنے والد کے گھر آ گئی اور ایک مہینے میں صحت یاب ہوئی۔ پھر ایک روز میری پھوپھی سے اس تہمت کے بارے میں مجھے معلوم ہوا تو مجھے سخت رنج و صدمہ ہوا اور میں رات دن اس بہتان کے غم میں روتی تھی۔

اُدھر میرے آقا و مولیٰ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ کیا تو سب ہی نے کہا کہ یہ صریح بہتان ہے اور عائشہ اس الزام سے بَری ہیں۔ ایک روز میں اپنے والد کے گھر میں

Marfat.com

بیٹھی رو رہی تھی اور میرے والد بھی میرے پاس ہی بیٹھے تھے کہ ایک عورت انصار کی اجازت لے کر گھر میں آئی اور وہ بھی میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میرے قریب تشریف فرما ہوئے۔ جو عرصہ ایک ماہ سے میرے قریب نہ بیٹھے تھے اور فرمایا کہ ''اے عائشہ اگر تو الزام سے بَری ہے تو اللہ تعالیٰ تیری صفائی کی وحی مجھ کو فرما دے گا اور اگر تجھ سے یہ گناہ ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کر کہ وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

حضور تو ایسا فرماتے تھے اور میں برابر روتی جاتی تھی۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ تم ہی اس بات کا جواب دو۔ مگر وہ بھی کچھ نہ کہہ سکیں تو میں نے کہا کہ میں سچی ہوں اور اُس الزام سے بَری ہوں۔ میں صبر کرتی ہوں اور اُمید رکھتی ہوں کہ انشاء اللہ میرا اللہ مجھے اس الزام سے بَری کر دے گا۔

میں دیتی ہوں عرضِ شہنشاہ کو
میں مختار کرتی ہوں اللہ کو
کرے گا مجھے فضل سے اپنے پاک
حُسودوں کے ڈالے گا وہ منہ میں خاک

صبرے کینم تا کرمِ اوچہ می کُند
با ایں دلِ شکستۂ غمِ اوچہ می کُند

Marfat.com

صبر کر اے دل کہ دیکھیں اَب یہ غم کرتا ہے کیا
اَب مجھے کھاتا ہے غم یا کچھ دکھاتا ہے مزا

میری صفائی اللہ کے رسول ﷺ پر واضح ہو جائے گی یا وحی غیر قرآنی نازل ہو جائے گی میں ابھی یہ کہہ ہی رہی تھی کہ میرے رب نے مجھ پر اپنا فضل فرما دیا اور اپنے نبی ﷺ کو میرے باپ کے گھر سے اُٹھنے بھی نہ دیا کہ وحی کا نزول شروع ہو گیا اور اس زور شور سے وحی آئی کہ حضور کو چادر اُڑھائی گئی اور تکیہ سرھانے رکھا گیا اور جب آپ کو وحی سے فراغت ہوئی تو چہرۂ مبارک پر پسینے کے موتی چمک رہے تھے۔ آیات کے تلاوت فرمانے سے قبل حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ مبارک ہو تجھ کو کہ اللہ رب العزت نے تجھے بری فرما دیا ہے اس کے بعد آپ نے ساری آیتیں تلاوت فرمائیں۔ قرآنِ مجید فرقانِ حمید کے اٹھارویں پارے قد افلح المؤمنون میں سورۂ نور میں دو رکوع یعنی دوسرا اور تیسرا رکوع اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برئیت میں نازل ہوئے۔ اِن میں سولہ آیتیں ہیں۔ اللہ اکبر اللہ ربُّ العزت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کتنا بڑا مرتبہ کیا۔

وہ فرماتی ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے برابر دُعا کرتی تھی کہ اے اللہ تو ہی سارے غموں اور مصیبتوں کو دفع کرنے والا۔ تو ہی ہے اندھیروں کو اُجالوں میں بدلنے والا اور تو ہی ہے عدل و انصاف کرنے والا۔ میرے اس

Marfat.com

غم کو غلط کر دے۔ اور میری بریٔت فرما دے۔ فرماتی ہیں کہ میں جب یہ دُعا کرتی تھی تو مجھے یہ گمان بھی نہ تھا کہ میری بریٔت میں قرآن نازل ہوگا اور اس طرح قیامت تک یادگار رہے گا۔ بلکہ میرا خیال تو یہ تھا کہ شاید خواب میں حضور ﷺ پر میری صفائی واضح ہو جائے گی۔ یا وحی غیر قرآنی نازل ہو جائے گی۔ مگر میرے ربّ نے مجھ پر حد و بس فضل فرما دیا:

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ

ترجمہ: ''بلاشبہ وہ لوگ جو گھڑ کر لائے ہیں بہتان، ایک جتھا ہیں تم میں سے، مت سمجھو تم اس واقعہ کو شرا اپنے لیے بلکہ وہ خیر ہے تمہارے لیے''۔

(پارہ 18، سورۃ النور، آیت نمبر 11)

یعنی تحقیق جن لوگوں نے یہ بہتان باندھا ہے۔ وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے اور تم اس بہتان بندی کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ باعتبار انجام کے تمہارے حق میں بہتر ہے وغیرہ (یہاں سے برابر دو رکوع یعنی سولہ آیتیں قرآنِ مجید میں یا کسی تفسیر میں مطالعہ کر لیں) اس جماعت سے مُراد مدینے کے وہ منافقین ہیں جن کو سردار عبداللہ ابنِ اُبی منافق تھا۔ جو ظاہر میں مسلمانوں کے ساتھ تھا لیکن حقیقت میں مسلمانوں کا مخالف تھا۔

Marfat.com

۶۔ ترک منافق کی نماز جنازہ کی ممانعت:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ ابنِ اُبی منافق مرا تو اُس کے لڑکے نے جو خلوص دل سے مسلمان تھا نبی ﷺ سے درخواست کی کہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھیں۔ تو حضور ﷺ اس درخواست کو قبول فرما کر کھڑے ہو گئے مگر میں بھی کھڑا ہو گیا اور سامنے آ کر میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا کہ یَا رَسُوْلَ اللہ کیا آپ ابنِ اُبی کے جنازہ پر نماز پڑھیے گا؟ یہ تو اسلام کا بہت بڑا دُشمن تھا اور فلاں فلاں موقعوں پر اس نے اسلام کی جڑیں کھوکھلی کی ہیں اور آپ کی شان میں گستاخیوں کی ہیں حضور اکرم ﷺ آگے بڑھتے جاتے تھے اور میں برابر ہی کہے جاتا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں یہ عرض کر ہی رہا تھا کہ آیت نازل ہوئی:

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾

ترجمہ: ”اور نہ نمازِ (جنازہ) پڑھنا تم کسی کی ان میں سے جو مر جائے، کبھی

Marfat.com

بھی اور نہ کھڑے ہونا (دُعا کے لیے) اُس کی قبر پر، بے شک انہوں نے کفر کیا اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ اور وہ مرے ہیں اس حالت میں کہ وہ سرکش تھے''۔

(پارہ 10، سورۃ التوبہ، آیت نمبر 84)

حضور اکرم ﷺ تو رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْن تھے۔ وہ سب ہی کی بھلائی چاہتے تھے۔ آپ نے ابنِ اُبی کے کفن کے لیے اپنا کُرتہ مبارک بھی دے دیا تھا جس میں اُس کو کفنایا گیا تھا اور اپنا لعابِ دہن بھی اُس کے ہونٹوں پر لگایا تھا کہ کسی طرح اس کی بخشش ہو جائے مگر ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ اُس کے حکم اور ارادہ کے آگے سب کچھ ہیچ ہے۔

۷۔ ترکِ شراب اور جوئے وغیرہ کا حرام ہونا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس بات کو بڑی شدت کے ساتھ محسوس کرتے تھے کہ شراب سے بہت نقصانات ہیں اور چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اسے حرام کر دے تو اچھا ہو اور اس کے لیے اکثر دُعا کیا کرتے تھے۔ جس کو مُستَدرِک نے اس طرح روایت کیا ہے:

''اِنَّ عُمَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَّنَا فِى الْخَمْرِ بَيَانًا شَافِيًا''

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دُعا تھی کہ اے اللہ شراب کے بارے میں ہمارے لیے صاف صاف بیان فرما دے۔ چنانچہ قرآنِ مجید میں آیات

Marfat.com

نازل ہوئیں:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ط قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ

ترجمہ: ''پوچھتے ہیں تم سے (حکم) شراب اور جوئے کا، کہہ دو اِن دونوں میں بڑا گناہ ہے''۔

(پارہ 2، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 219)

یعنی (اے نبی) آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں یہ لوگ دریافت کرتے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور دوسری آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ

Marfat.com

يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿٩١﴾

ترجمہ: ''اے ایمان والو! بلاشبہ شراب اور جوا اور بت اور پانسے (یہ سب) گندے شیطانی کام ہیں سو اُن سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ اصل بات یہ ہے کہ چاہتا ہے شیطان کہ ڈلوائے تمہارے درمیان دُشمنی اور بغض، شراب سے اور جوئے سے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو ان (چیزوں) سے؟''۔

(پارہ 7، سورۃ المائدۃ، آیات نمبر 90 تا 91)

یعنی اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور بتوں کے تھان اور فال (کھولنے) کے پاسے یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں شیطان تو بس یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تم میں آپس میں دُشمنی اور بغض ڈلوادے اور تم کو یادِ الٰہی اور نماز سے باز رکھے۔ تو کیا (اب بھی) تم باز آؤ گے (یا نہیں)

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انصاف/ ابوشحمہ رضی اللہ عنہ کو سزا:

ازالۃ الخفاء میں حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل بیان ہو رہے تھے۔ اثنائے گفتگو میں خلیفہ دوم حضرتِ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کا نام آیا تو جناب ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے فوراً آنسو جاری ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ روتے روتے بیہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں جب ہوش آیا تو کہا۔ اللہ ربُّ العزت اُس شخص پر ایسی رحمتِ کاملہ نازل فرمائے جو قرآنِ مجید کی تلاوت کرتا ہے اور قرآن کے حکم کے مطابق اللہ کی بتائی ہوئی حدوں کو قائم کرتا ہے اور اِس بارے میں کسی کی ملامت کا ذرا بھی خیال نہیں کرتا۔ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! میں نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے فرزند ابوشحمہ رضی اللہ عنہ پر حد جاری کی اور اپنے پدری جوش کو اللہ کے حکم کے آگے خاک کر دیا۔ اس پر لوگوں نے دریافت کیا کہ ہمیں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ سنایئے کہ وہ کیسا دلسوز سانحہ ہے جس کی یاد نے آپ کو بیہوش کر دیا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک روز مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ نیز کچھ اور حضرات بھی بیٹھے تھے۔ یکایک سامنے سے ایک نوجوان لڑکی آئی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی گود میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا جو اُسی روز پیدا ہوا تھا۔ اُس لڑکی نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ یا امیر المومنین، آپ نے فرمایا: وَعَلَيْكِ السَّلَام. لڑکی نے کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا: کہو کیا مدعا ہے؟ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے دیکھا کہ اُس لڑکی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا کہ یہ میرا بچہ آپ کے فرزند سے پیدا ہوا ہے۔ آپ ؑ نے دریافت فرمایا کونسے بیٹے سے؟ کہا کہ ابوشحمہ سے! آپ نے فرمایا حلال سے یا حرام سے؟ کہا کہ میری طرف سے حلال سے اور اُن کی طرف سے حرام سے۔ یعنی میں راضی نہ تھی، میرے ساتھ زبردستی کی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ اے عورت میں سب سے پہلے تجھے خوفِ خدا کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اُس کے بعد تجھ سے دریافت کرتا ہو کہ بتا اصل واقعہ کیا ہے اور بلا دہشت و خوف کے بیان کر۔

عورت نے کہا کہ اے امیر المومنین! میں ایک روز بنی نجار کے باغ میں سے گذر رہی تھی کہ یکایک آپ کے فرزند ابوشحمہ نے بحالتِ نشہ مجھے آن گھیرا اور زبردستی میری عصمت خراب کی۔ مین بیہوش ہو گئی اور مجھے حمل رہ گیا۔ جس کو میں نے اپنے چچا اور اپنے ہمسایوں سے آج یومِ ولادت تک پوشیدہ رکھا۔ آج جبکہ مجھے دردِ زہ لاحق ہوئے تو میں جنگل میں گئی اور میرے شکم سے یہ فرزند پیدا ہوا۔ گو میرے دل نے چاہا کہ میں اسے قتل کر

Marfat.com

دوں۔ مگر خوفِ خدا مانع ہوا اور میں اسے لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ اَب آپ مجھے حکمِ خدا اور رسول سے مطلع کیجئے تا کہ میں اُسے بسروچشم قبول و منظور کروں۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عام مومنین کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ تمام مسلمان جمع ہوں اور میرے واپس آنے تک سب انتظار کریں۔ میں ابھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نہایت تیز قدموں سے درِ دولت کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور مکان میں داخل ہوئے اور فرمایا کہاں ہے ابوشحمہ۔ جواب ملا کھانا کھا رہا ہے۔ فرمایا کہ ابوشحمہ دُنیا میں یہ تیرا آخری کھانا ہے۔ کھا لے جتنا جی چاہے۔ ابنِ عباس فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ابوشحمہ کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا ہے۔ ہاتھ تھرتھرانے لگا اور نوالہ ہاتھ سے گر گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوشحمہ! بتا میں کون ہوں؟

نوخیز ابوشحمہ نے کہا کہ آپ میرے والد ماجد ہیں اور خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین ہیں۔

فرمایا میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں یہ کہ جب تو یہودی کے ہاں دعوت میں گیا تھا تو کیا تو نے وہاں شراب پی تھی اور تجھے نشہ ہو گیا

Marfat.com

تھا؟ کہا بیشک ایسا ہی ہوا تھا مگر میں نے توبہ کر لی ہے۔ پھر فرمایا میں تجھے خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا تو وہاں سے واپس ہوتے ہوئے بنی نجار کے باغ میں داخل ہوا تھا اور وہاں ایک لڑکی سے بدنظر ہو کر فعلِ حرام کا مرتکب ہوا تھا؟

یہ سوال سُن کر ابوشحمہ پر ایک سکتے کا عالم طاری ہو گیا اور خاموش رہے۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ اے فرزند سچ کہہ دے کیونکہ اللہ سچ بولنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ جواب ملا کہ بے شک ایسا ہی ہوا تھا۔ مگر اس کے بعد میں سخت نادم ہوا اور ربُّ العزت کی جناب میں تائب ہو چکا ہوں۔ بس اتنا سننا تھا کہ امیر المومنین سُرخ ہو گئے اور ابوشحمہ کا ہاتھ پکڑ کر مسجد کی طرف لے چلے۔ فرزند نے التجا کی کہ اے والدِ بزرگوار! خدا کیلئے مجھے رُسوا نہ کیجئے اور اندرونِ مکان مجھے قتل کر دیجئے۔ فرمایا کہ اے فرزند میں تیری التجا کی طرف دیکھوں یا فرمانِ ایزدِ منّان پر عمل کروں۔ وہ فرماتا ہے:

وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾

ترجمہ: ”اور چاہیئے کہ مشاہدہ کرے ان کی سزا کا ایک گروہ مومنوں کا“۔

(پارہ 18، سورۃ النور، آیت نمبر 2)

Marfat.com

یعنی اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہئے۔

اسکے بعد آپ نے تمام مسلمانوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا۔ لوگو! یہ عورت سچی ہے۔ جس کی صداقت کا اقرار ابوشحمہ بھی اپنی زبان سے کرتا ہے۔ چنانچہ حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُسی وقت اَفلح غلام کو آواز دی اور کہا کہ پکڑ ابوشحمہ کو اور زنا کی حد یعنی سو کوڑے اُس کو لگا؛ اَفلح لرزتا کانپتا سامنے آیا اور عرض کیا کہ اَفلح سے یہ کام ہرگز نہ ہو سکے گا۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ

ترجمہ: ”زانی عورت اور زانی مرد، کوڑے مارو ہر ایک کو ان دونوں میں سے، سو سو کوڑے اور نہ دامن گیر ہو تم کو ان کے سلسلہ میں ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں اگر رکھتے ہو تم ایمان اللہ پر اور روزِ

Marfat.com

آخرت پر''۔

(پارہ 18،سورۃ النور، آیت نمبر 2)

فرمایا کہ اے افلح تجھے خدا اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت سے غرض ہے یا میری اولاد کی پاسداری ہے۔ کہا اطاعت کر میرے حکم کی جو اطاعت ہے سرورِ عالم ﷺ کی جو اطاعت ہے پروردگارِ عالم کی۔ یہ سُن کر افلح غلام آگے بڑھا۔ نوخیز ابوشحمہ کا ہاتھ پکڑا اور کُرتا اُتارنا شروع کیا۔ جب کُرتا اُتارا تو مسلمانوں کے دل میں ایک جوشیلی اور دردانگیز رقّت پیدا ہوئی۔

نظم

چیخ اُٹھے رَو دیئے سب مومنیں
آہ جب ننگا ہوا وہ نازنیں
جسم اُس کا جب کھلا چوں برگِ گل
شورِ واویلا تھا اور تھے کُل کے کُل

ابوشحمہ

رحم کیجئے اے امیر المومنیں
مُنفعل کیا میں نہیں. ناتب نہیں؟
کیا ہوا اے باپ وہ جوشِ پدر
پیار کرتے تھے مجھے شام و سحر

Marfat.com

امیر المومنین

ہو گئے فاروق رضی اللہ عنہ کے آنسو رواں
بولے اے فرزند اے ننھی سی جاں
رحم فرمائے خدائے ذُوالجلال
کانپتا ہے جس سے میرا بال بال
رحم فرمائے وہ تجھ پر اے پسر
جس سے بس ڈرتے ہیں سب جن و بشر
پاک کرتا ہوں تجھے اے لختِ دل
تاکہ عقبےٰ میں نہ ہو تُو مُنفَعِل

اس کے بعد فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے افلح جلدی کوڑے مارنے شروع کر۔ چنانچہ پیارے ابوشحمہ کے کوڑے لگنے شروع ہو گئے۔ جس سے وہ چیخ اُٹھے اور بار بار رحم کی درخواست کرنے لگے۔ جوں جوں وہ فریاد کرتے تھے۔ اتنا ہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ افلح غلام کو تاکید کرتے تھے کہ خبردار ہاتھ نہ رُکے اور خبردار ہاتھ ہلکا نہ ہو۔

جب (70) کوڑوں کی نوبت پہنچی تو ابوشحمہ نے کہا کہ اے والدِ بزرگوار اے میرے غمگسار میں پیاسا ہوں۔ ذرا سا پانی پلا دیجئے۔ جس کے جواب میں جناب نے فرمایا کہ اے نورِ عین اللہ تعالیٰ نے تجھے پاک کر دیا۔

Marfat.com

اَب انشاء اللہ حوضِ کوثر پر تجھے سرورِ کائنات ﷺ اپنے ہاتھ سے پانی پلائیں گے۔ پھر افلح سے کہا کہ سو کوڑے پورے کر۔ چنانچہ جب (70) کوڑے لگ چکے تو ابو شحمہ نے الفراقِ کے الفاظ کہنے شروع کیے:

ابو شحمہ

السلام و الفراق اے والدی
الفراق والسلام اے سیّدی
آپ کا لختِ جگر نورِ نظر
کوچ کرتا ہے وہ دُنیا سے پسر

فاروقِ اعظم

السلام وِ الفراق اے نورِ عین
الوداع والفراق اے دل کے چین
ہو اگر تجھ کو زیارتِ شاہ کی
اور ملے خدمت رسول اللہ ﷺ کی
عرض کرنا میری جانب سے سلام
بعد اُس کے پھر یہ کہنا لا کلام
میں نے چھوڑا ہے عمر رضی اللہ عنہ کو اس طرح
آپ ﷺ کہہ آئے تھے اُسکو جس طرح

Marfat.com

یعنی وہ قرآن پہ ہے ثابت قدم
چھوڑتا اُس کو نہیں وہ ایک دم

پھر فرمایا کہ اے افلح کوڑوں کی تعداد پوری کر۔ چنانچہ جب (90) کوڑوں پر نوبت پہنچی تو ابوشحمہ کی آواز بند ہوگئی اور صورت مرجھا گئی، یہ حالت دیکھ کر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے چین ہو گئے اور سب نے بالاتفاق کہا اے امیرالمومنین حَسْبُكَ بس کیجئے اور ٹھہر جایئے۔ ذرا ہم دیکھ لیں کہ ابوشحمہ زندہ بھی ہیں یا ان کی روح پرواز کر چکی ہے۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کا حکم پورا ہوگا اور (100) کوڑے پورے کیے جائیں گے۔ اس پر لوگوں نے آہ وزاری شروع کی اور اتنی دیر میں ابوشحمہ کی والدہ ماجدہ چادر اوڑھے ہوئے آ پہنچیں اور کہا کہ اے امیرالمومنین بقیہ دس کوڑے نہ ماریئے اور میرے نازک ابوشحمہ پر رحم کیجئے۔ میں اس کے بدلے میں (10) حج پیدل کروں گی اور اسی قدر صدقہ دوں گی۔ جن کے جواب میں حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حج وصدقہ، حد کا بدلہ نہیں ہوسکتا۔ اے افلح سو کوڑے پورے کر۔ آہ جب آخری کوڑا لگا تو ابوشحمہ کی جان اس قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ ان کا جسم زمین پر گرا۔

Marfat.com

نظم

دیکھا جب رخصت ہوا وہ نازنیں
چیخ اُٹھے خود امیرالمومنیں
دے کے پیشانی پہ بوسہ یوں کہا
تجھ کو پاکیزہ خدا نے کر دیا
گود میں نورِ نظر کو لے لیا
اور پھر جو کچھ کہ کہنا تھا کہا

چنانچہ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے آنسو جاری ہیں اور سر پر ہاتھ پھیر کر فرما رہے ہیں کہ اے فرزند! تمہارا باپ تم پر قربان ہو کہ شہید ہوئے تم تعمیلِ حکمِ الٰہی میں اور سب سے پچھلے کوڑے میں تمہاری روح تن سے جدا ہو گئی۔ اے فرزند قربان اُس بیٹے پر کہ جس پر حکم خدا اور رسول ﷺ کو پورا کرنے میں نہ اس کے باپ نے اُس پر رحم کھایا اور نہ اس کے قرابت داروں نے۔

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے ان فقروں سے لوگوں کے کلیجے پھٹے جاتے تھے اور ایک قیامت کا عالم بپا ہو رہا تھا۔ بہر حال اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احکامِ قرآن پر عمل کیا اور اپنی اولاد پر بھی اللہ کی بنائی ہوئی حدوں کو جاری کیا۔

چالیس روز کے بعد حضرتِ حذیفہ بن یمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے ساتھ ابوشحمہ سبز ریشم کا لباس پہنے ہوئے موجود ہیں اور آپ مجھ سے فرماتے ہیں کہ اے حذیفہ عمر رضی اللہ عنہ سے میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ یہی حکم خداوندی ہے کہ پڑھے تو قرآن پاک کو اور عمل کرے اُس پر اور قائم کرے اللہ کی حدیں۔ ابوشحمہ نے کہا۔ اے حذیفہ میرے والد کو میرا اسلام کہنا اور کہنا کہ خدا آپ سے راضی ہو۔ جیسا کہ آپ نے مجھے پاک کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خلوص اور خدمتِ خلق

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک دن لوگوں نے عرض کیا کہ امیر المومنین آپ اس قدر محنتِ شاقہ کیوں اُٹھاتے ہیں؟ اور آپ نے اپنی جان کو بے حد مشقت میں کیوں مبتلا کر رکھا ہے کہ نہ دن چین ہے نہ رات آرام؟ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: کہ لوگو! اگر میں آرام کروں تو تم بے آرام ہو جاؤ اور جو شخص دوسروں کی راحت اور اپنی نجات کا طالب ہو تو کیا وہ دُنیا میں آرام کر سکتا ہے؟ یہی وجہ تھی کہ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ دن کو مظلوموں کی دادرسی اور دیگر تمام مالی اور ملکی امور انجام دیتے تھے اور رات کو شہر کے گلی کوچوں میں گشت کیا کرتے تھے کہ مبادا کسی کا

Marfat.com

دروازہ کھلا نہ رہ جائے۔ کسی کا جانور کھل کر غائب نہ ہو جائے کوئی چوکیدار سو نہ جائے۔ کہیں چوری نہ ہوتی ہو۔ یا کہیں لوگ فسق و فجور میں مبتلا نہ ہوں۔ آپ کی اس تندہی سے متاثر ہو کر لوگ کہتے تھے کہ آپ کے بعد کون اس طرح اور اس حد تک مخلوق کی حفاظت و نگہبانی میں جان کاہی سے کام لے گا۔ آپ ابھی سے یہ کام دوسروں سے کیوں نہیں لیتے کہ آپ کو کسی قدر تو راحت ہو اور دوسروں کو مہارت حاصل ہو۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ بیشک میں ایسا کر سکتا ہوں۔ مگر تم لوگ میرے ایک سوال کا جواب دے دو کہ قیامت کا دن ''یوم الحساب'' ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی باز پرس عمر رضی اللہ عنہ سے ہو گی یا دوسروں سے ہو گی؟

(۲) ایک مرتبہ جب آپ نے ملکِ شام کا سفر کیا تو آپ راستے میں جگہ جگہ ٹھہرتے جاتے تھے اور لوگوں کی دادرسی کرتے جاتے تھے۔ ایک جگہ آپ راستے میں اُترے اور ایک مکان کی طرف گئے۔ وہاں ایک بڑھیا عورت پر نظر پڑی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ اے ضعیفہ! تجھے

Marfat.com

کچھ عمر رضی اللہ عنہ کا حال بھی معلوم ہے؟ کہا کہ ہاں معلوم ہے اِن دنوں وہ ملک شام سے اپنے دارالخلافہ کی طرف جا رہے ہیں لیکن خدا اُن سے سمجھے کہ آج تک اُن کے ہاں سے مجھے خرمہرہ تک نہیں ملا ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اے ضعیفہ! اتنی دُور کا حال عمر رضی اللہ عنہ کو کیونکہ معلوم ہو سکتا ہے؟ ضعیفہ نے کہا اگر وہ دُور ونزدیک کا حال نہیں رکھ سکتا تو پھر خلافت کس برتے پر کرتا ہے۔ یہ فقرہ سن کر حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک چیخ نکلی اور آپ زاروقطار رونے لگے۔

(۳) ایک مرتبہ ایک قافلہ آیا اور شہر کے باہر خیمہ زن ہوا۔ جس کی خبر گیری اور حفاظت کے لیے آپ وہاں تشریف لے گئے۔ اُس کے چاروں طرف آپ پہرہ دیتے پھر رہے تھے کہ ایک طرف سے ایک بچے کے رونے کی آواز آئی وہاں گئے تو دیکھا کہ ایک شیر خوار بچہ اپنی ماں کی گود میں رو رہا ہے۔ آپ نے اس کی ماں سے کہا کہ تو اس کو چپکا کیوں نہیں کرتی۔ یہ کیوں اس قدر رو رہا ہے؟ یہ کہہ کر آگے چلے گئے۔ پھر تھوڑی دیر میں اُس طرف آئے تو وہ بچہ پھر رو رہا تھا تو آپ نے غصے میں آکر کہا کہ اے

Marfat.com

عورت تو بڑی بے رحم ہے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ اے چوکیدار تجھے اصل بات معلوم ہے نہیں تو مجھے خواہ مخواہ تنگ کرتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دے رکھا ہے کہ بچے جب تک دُودھ نہ چھوڑیں اُن کا وظیفہ مقرر نہ کیا جائے۔ میری حالت بہت تنگی کی ہے۔ اس لیے میں نے ذرا قبل از وقت اس بچے کا دودھ چڑا دیا ہے اس لیے یہ بے حد رو رہا ہے۔

اتنا سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اس قدر رقت طاری ہوئی کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ آپ پر اس واقعہ کا بہت اثر ہوا اور جب آپ دارالخلافہ پہنچے تو آپ نے عام اعلان کر دیا کہ بچہ جس دن پیدا ہو اُسی تاریخ سے اُس کا وظیفہ بیت المال سے جاری کر دیا جائے گا۔

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ جب امیر المومنین رات کے وقت گشت میں نکلے تو مدینے سے

Marfat.com

تین میل دُور ایک گاؤں تک پہنچ گئے تو وہاں دیکھا کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور اس کے چار بچے ہیں جو رو رہے ہیں۔ اس کے پاس گئے اور دریافت کیا کہ اے عورت آخر یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ اُس عورت نے بتایا کہ ان بچوں کو کئی وقت سے کھانا نہیں ملا ہے اور ان کو بہلانے کے لیے ہی میں نے یہ ہنڈیا چولہے پر چڑھا رکھی ہے مگر اس میں صرف پانی بھرا ہوا ہے اور اس طرح ان کو دلاسا دے کر چپکا کر رہی ہوں کہ یہ تھک کر سو جائیں۔ یہ بات سن کر آپ کو بہت افسوس ہوا اور آپ فوراً اسلم رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیے ہوئے مدینے واپس پہنچے اور بیت المال کھلوا کر بہت سا آٹا، گھی اور کھجوریں لیں اور اُن کا یکجا بندھوا کر اسلم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے میری کمر پر رکھ دے۔ اُس نے ڈرتے ڈرتے کہا: کہ اے امیر المومنین یہ غلام کس لیے ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ٹھیک ہے مگر کیا میرا قیامت کا بوجھ بھی تو اُٹھائے گا۔ غرض وہ سب کچھ اپنی کمر پر لے کر پھر اُس گاؤں میں پہنچے اور اس عورت کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ عورت آٹا گوندھنے میں لگی۔ آپ نے آگ

Marfat.com

سلگائی اور آگ پھونکتے رہے۔ روٹی تیار ہوئی تو بچوں نے روٹی سیر ہو کر کھائی اور خوشی میں کودنے لگے۔ اُس عورت نے کہا: اے خدا کے بندے! اللہ تجھے جزائے خیر دے کہ تو نے اس وقت میری بڑی امداد کی ہے۔ انصاف تو یہ ہے کہ اے مردِ بزرگ! امیرالمومنین بنانے کے قابل تو تم ہو نہ کہ عمر رضی اللہ عنہ آپ نے یہ سب کچھ سُنا اور آنسو بہاتے ہوئے مدینے سے واپس آئے۔

نظم

ہے کوئی ہم میں جفاکش اس قدر
یا فقط مدِنظر ہے کرّوفر
محنتیں برداشت کر سکتے نہیں
بے مشقت ہے نہ دُنیا اور نہ دیں
کر لیا دُنیا کو بھی اپنی خراب
اور لیا عقبیٰ کا بھی سر پر عذاب
محنتوں سے جی چرانا ہے ستم
اس سے بڑھ کر ہوں گے کیا اسبابِ غم
وہ مثل اپنی ہوئی بس اے مدیر
دین میں محتاج، دُنیا میں فقیر

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانۂ خلافت میں جبکہ عین عروج وسطوت کا عالم تھا اور شاہِ فارس اور روم کو آپ نے بُلا رکھا تھا۔ اس وقت آپ جنگل میں جا کر کچی اینٹیں تھاپا کرتے تھے۔ جب وہ خشک ہو جاتی تھیں تو انہیں فروخت کر کے اہل وعیال کا کام چلایا کرتے تھے۔ فَاعْتَبِرُوْا یَااُولِی الْاَبْصَارِ۔

(الواعظ: جلد نمبر 4 نمبر 3)

(۵) حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک مرتبہ زکوٰۃ کے اونٹوں میں سے ایک اُونٹ گم ہو گیا۔ تو آپ خود اس کی تلاش میں نکلے اور ٹھیک دوپہر میں بہت تلاش کے بعد آپ اُس اُونٹ کو ڈھونڈ کر لا رہے تھے اور دھوپ کی شدت کی وجہ سے پسینے پسینے ہو رہے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کو اس شان کے ساتھ اُونٹ لاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اس وقت آپ یہ اُونٹ کہاں سے لا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اُونٹ کھو گیا تھا۔ ڈھونڈ کر لا رہا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت آپ نے کسی غلام کو حکم دیا ہوتا کہ وہ ڈھونڈ لاتا۔ ایسی دوپہر کی تیز

Marfat.com

دھوپ میں آپ نے خود یہ تکلیف کیوں فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو سچ ہے، لیکن اے علی رضی اللہ عنہ اگر یہ اُونٹ نہ ملتا تو عنداللہ اس کا مواخذہ قیامت میں مجھ سے ہوتا۔ میرے غلام سے نہ ہوتا۔

(الوعظ جلد 3 نمبر 7)

آہ اخلاصِ عمر رضی اللہ عنہ شاباش کیا کہنا ترا
ہو کے پوشیدہ وہ یوں لیتے ہیں مولیٰ کی رضا

(٦) حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں راتوں کو مدینے کے گلی کوچوں اور اس کے جنگلوں میں خلق اللہ کی حفاظت کی غرض سے گشت لگاتے پھرا کرتے تھے۔ ایک رات آپ مدینے کے باہر صادر و وارد مسافروں کے آرام دہی کے لیے گشت میں تھے ایک مقام پر دیکھا کہ وہاں چھوٹا سا خیمہ استادہ ہے جس کے باہر ایک مسافر اجنبی شخص بیٹھا ہے۔ امیرالمومنین اس مسافر کے پاس جا بیٹھے اور اُس سے اُس کا حال دریافت کرنا شروع کیا کہ اتنے میں خیمے کے اندر سے کسی عورت کے رونے کی آواز آئی۔ آپ نے متحیّر ہو کر پوچھا کہ اے مسافر! یہ کون روتا ہے؟ جواب میں اُس مسافر نے

Marfat.com

کہا کہ میاں چوکیدار! کیا کہوں میری بیوی اس وقت دردِ زِہ میں مبتلا ہے لیکن افسوس کہ اس کے پاس کوئی عورت نہیں جو اس کا ہاتھ بٹا سکے اور اس کی تکلیف میں اس کے کام آئے (چوکیدار صورت) امیرالمومنین اسی وقت کھڑے ہو گئے اور مدینے پہنچ کر اپنی بیوی کے پاس آئے اور کہا:

نظم

نیند سے بیدار ہو جاؤ ذرا
اور کمر باندھو برائے کبریا
اور خوشنودیٔ رب حاصل کرو
بیکسوں اور بے بسوں کا ساتھ دو
اِک مسافر کی ہو عورت درد میں
حیف ہے آرام سے ہم تم رہیں
اسکی خدمت چل کے کرنی چاہیئے
تاکہ عقبیٰ میں صلا ہم کو ملے
سنتے ہی بس ساتھ بیوی ہو گئیں
ادراک بیکس کی خدمت کو چلیں

Marfat.com

ذرا سی دیر میں وہ مسافر کیا دیکھتا ہے کہ وہی چوکیدار ایک برقع پوش عورت کو ساتھ لیے آتا ہے اور اجازت لے کر اپنی عورت کو خیمہ کے اندر داخل کر دیتا ہے۔ اب چوکیدار اور یہ مسافر بیٹھے باتیں کر رہے ہیں کہ اندر سے آواز آتی ہے یعنی اہلیہء خلیفہء وقت آواز دیتی ہیں کہ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اپنے دوست کو مبارک باد دیجئے کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اس مسافر کے اپنے خیال میں ایک چوکیدار کی نسبت لفظِ امیر المومنین سُن کر ہوش جاتے رہے اور وہ بدحواس ہو گیا۔ تھوڑی دیر میں اُس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور حضور کے سامنے مؤدب کھڑا ہو گیا اور کہا:

نظم

عفو فرمائیں امیر المومنین
میری گستاخی میں بس کچھ شک نہیں
اے امیر المومنین یہ کیا کِیا
آہ میں دارین میں رسوا ہوا
آپ اور یہ خدمتِ خلقِ اِلٰہ
دِل بھرا آتا ہے اپنا آہ آہ

Marfat.com

بولے یہ حضرت امیر المومنین
اے مسافر ڈر نہیں گھبرا نہیں
میں تو بس خادم ہوں خلق اللہ کا
تو ذرا خوف و خطر دل میں نہ لا
میں جو کچھ کرتا ہوں وہ اُس کیلئے
تاکہ وہ عقبیٰ میں مجھ سے خوش ملے

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مسافر کو دلاسا دیا اور کہا کہ کل مدینے میں میرے پاس آؤ میں بیت المال سے اس بچہ کی تنخواہ مقرر کر دوں گا۔

(الوعظ جلد 10 نمبر 10)

اخلاقِ عمری

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اخلاق اتنا وسیع تھا کہ جس کی انتہا نہیں اور اتنا ہی وہ تعصب سے دور تھے۔ مسلمانوں سے تو کیا آپ نے غیر مسلموں کے ساتھ بھی پوری بے تعصبی اور رواداری سے کام لیا۔ آپ نے ایک معاہدے میں فرمایا کہ عیسائیوں کا جان و مال اور مذہب ہر طرح محفوظ رہے گا۔ اُن کے گرجاؤں اور عبادت گاہوں کو بدستور قائم رکھا جائے گا۔

Marfat.com

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبھی اس بات کو پسند نہ فرماتے تھے کہ کوئی کسی کی غیبت اور بدگوئی کرے۔ یا کسی کی ہجو کرے یا تبرّا کرے اور یہی فرماتے تھے کہ اسلام اِن باتوں کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ نے بدگوئی اور ہجو وغیرہ کو جُرم قرار دے دیا تھا اور اس کے لیے سزا مقرر کی تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ حطیہ نامی شاعر نے کچھ لوگوں کی ہجو کہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے طلب فرمایا اور قید خانے بھیج دیا اور پھر اُسے اس شرط پر چھوڑا کہ آئندہ کبھی کسی کی ہجو نہیں کرے گا۔

(۲) ایک مرتبہ کچھ لوگوں کو آپ کھانا کھلا رہے تھے جن میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہے ہے۔ اُس کے قریب جا کر کہا کہ بھائی داہنے ہاتھ سے کھانا کھاؤ۔ اُس نے عرض کیا اے امیر المومنین میرا داہنا ہاتھ جنگِ موتہ میں کٹ گیا ہے۔ بس یہ سنتے ہی آپ پر رقت طاری ہو گئی اور آپ اُن صحابی کے برابر ہی بیٹھ گئے۔ روتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ افسوس تمہیں وضو کون کراتا ہو گا؟ تمہارا سر کون دُھلاتا ہو گا؟

Marfat.com

تمہیں کپڑے کون پہناتا ہوگا۔ چنانچہ آپ نے اُن صحابی کے لیے ایک خادم مقرر کر دیا اور دیگر ضروریات مہیا فرما دیں۔

(۳) تکبر وغرور کے آپ سخت مخالف تھے چنانچہ آپ نے تمام ملک سے اس بداخلاقی کا نام ونشان مٹا دیا۔ آقا اور نوکر کی تمیز بالکل اُٹھا دی۔ ایک مرتبہ صفوان بن اُمیّہ نے جبکہ بہت سے معززینِ عرب کی دعوت کی تو انہوں نے اپنے دسترخوان پر نوکروں کو نہیں بٹھایا۔ آپ یہ حال دیکھ کر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ خدا ان لوگوں سے سمجھے جو نوکروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(۴) آپ کی خوراک کی یہ حالت تھی کہ تمام لوگ آپ کو عمدہ غذا کھانے کی ترغیب دلاتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ اچھی غذا کھایا کریں کہ آپ کو طاقت حاصل ہو اور آپ خدمتِ اسلام اور زیادہ بجا لاسکیں اور دین کے کاموں کے لیے قوت حاصل ہو سکے۔ تو جواب میں آپ نے فرمایا کہ میں اپنے دونوں پیشواؤں یعنی حضورِ اکرم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے طرزِ زندگی کو ہرگز نہیں چھوڑ

Marfat.com

سکتا کیونکہ وہ بھی ایسی ہی غذا کھایا کرتے تھے۔

(۵) لباس کی کیفیت آپ کی یہ تھی کہ ایک نمدے کا کرتہ جس میں ٹاٹ کا یا چمڑے کا پیوند لگا ہوتا تھا زیبِ بدن فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کو جمعہ کی نماز میں کسی قدر دیر ہوگئی، تمام لوگ انتظار میں رہے۔ جب آپ تشریف لائے تو آپ نے واقعہ بیان فرما دیا کہ میرے پاس کپڑے بدلنے کو نہیں تھے۔ کپڑے دھونے اور سکھانے میں دیر ہوگئی۔

نظم

آپ کے اخلاق کی دیکھی جھلک
محوِ حیرت جس سے ہیں جن و ملک
جو نمونہ ہے رسول اللہ ﷺ کا
ہُو بہُو بس ہے یہی حکمِ خُدا
بانئ اسلام کی ہے یہ مثال
جو عمر رضی اللہ عنہ میں آپ نے دیکھا کمال
ہے یہی تعلیمِ ختم المرسلین!
کاربند اِس پر اگر ہوں مومنین

Marfat.com

کوئی حاجت ہے جو پھر اٹکی رہے
کون ہے وہ جس سے پھر کھٹکی رہے
یہ نہیں ممکن تو اے عالی صفات
کچھ تو رکھ لیں آپ اس عاجز کی بات
التجا مقبول ہو اسحاق کی
اور درستی کچھ تو ہو اخلاق کی

(الوعظ جلد 5 نمبر 5)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تواضع وسادگی

ایک طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تواضع اور سادگی کا یہ عالم ہے اور دوسری طرف شام اور رُوم کو فوجیں بھیج رہے ہیں۔ قیصر وکسریٰ اطاعت کر رہے ہیں۔ اُنکے سفیروں سے معاملات طے ہو رہے ہیں۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے باز پُرس ہو رہی ہے۔ سعد ابنِ ابی وقاص رضی اللہ عنہ، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ کے نام احکام لکھے جا رہے ہیں جبکہ بدن پر پیوند کا کرتہ ہے۔ سر پر پھٹا سا عمامہ ہے۔ پاؤں میں ٹوٹی چپل ہے اور بیواؤں اور یتیموں کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ان کے گھروں میں پانی بھرنے لیے کمر پر مشک لیے ہوئے ہیں اور جب کام کی کثرت سے

Marfat.com

تھک جاتے ہیں تو مسجد کے فرشِ خاکی پر لیٹ جاتے ہیں۔

(۱) بار ہا مکہ سے مدینے کا سفر کیا لیکن خیمہ یا شامیانہ کبھی ساتھ نہیں لیا۔ جہاں ٹھیرے کسی درخت پر چادر ڈال دی اور اسی کے سائے میں پڑ رہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے جسے موطا امام محمدؒ میں روایت کیا گیا ہے کہ جب شام کا سفر کیا تو شہر کے قریب پہنچ کر قضائے حاجت کے لیے آپ سواری سے اُترے۔ آپ کا غلام اسلم بھی آپ کے ساتھ تھا۔ جب آپ واپس آئے تو اسلم کے اُونٹ پر سوار ہو گئے دوسری طرف سے اہلِ شام استقبال کو آ رہے تھے جو آتا تھا پہلے اسلم کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔ اسلم حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر دیتے تھے جس سے لوگوں کو تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں کی نگاہیں شان و شوکت کو ڈھونڈتی ہیں۔

(۲) ایک مرتبہ خطبہ میں آپ نے فرمایا کہ لوگو! میں ایک زمانے میں اس قدر نادار تھا کہ لوگوں کو پانی بھر کر لا دیا کرتا تھا اور وہ اُس کے صلے میں مجھ کو چھوہارے دے دیا کرتے تھے۔ وہی کھا کر بسر کرتا تھا۔ یہ کہہ کر منبر سے اُتر

Marfat.com

آئے۔ لوگوں کو تعجب ہوا اور عرض کیا کہ منبر پر یہ بات کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا میری طبیعت میں کچھ غرور آ گیا تھا اور یہ اُس کی دوا تھی۔

(الوعظ جلد 7 نمبر 7)

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کی کرامات

(۱) یا ساریہ الجبل الجبل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں کا ایک لشکر لڑائی کے لیے ملکِ شام کی طرف گیا ہوا تھا۔ اس کے سپہ سالار حضرتِ ساریہ رضی اللہ عنہ تھے ایک روز جبکہ جمعہ کا دن تھا اور میدان کارزار گرم تھا اور لڑائی زوروں پر ہو رہی تھی۔ پہاڑی علاقہ تھا دُشمن نے لڑائی کے دوران میں اپنے لشکر کا ایک حصہ الگ کیا اور مسلمانوں کے لشکر کی پشت کی طرف جو پہاڑ تھا اس کی آڑ لے کر چاہا کہ پیچھے سے مسلمانوں کے لشکر پر حملہ کر کے اُسے دونوں طرف سے پیس ڈالے۔ مسلمان اس پیچھے والے پہاڑ کی طرف سے مطمئن تھے اور دُشمن کی چال سے پورے طور غافل تھے اگر یہ لشکر پہاڑ کی طرف سے حملہ آور ہو جاتا تو مسلمانوں کا لشکر بے خبری میں چکی کے دو پاٹوں میں پس کر ختم ہو جاتا اور مجاہدینِ اسلام میں سے ایک بھی زندہ نہ بچتا۔

Marfat.com

اسی تاریخ اور اسی جمعہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینے میں جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ خطبہ پڑھتے پڑھتے بے ساختہ آپ کی زبان سے نکلا یَاسَارِیَۃَ اَلْجَبَلْ اَلْجَبَلْ. یَاسَارِیَۃَ اَلْجَبَلْ، اَلْجَبَلْ. اے ساریہ پہاڑ، پہاڑ۔ اے ساریہ پہاڑ کی طرف دیکھو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ آواز تقریباً پندرہ سو میل کے فاصلہ پر میدانِ جنگ میں جب سردار لشکر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کے کان میں پہنچی تو وہ حیران ہوئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہاں کہاں آ گئے جو مجھے پہاڑ کی طرف دیکھنے کی ہدایت فرما رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے پہاڑ کی طرف دیکھا تو وہاں دُشمن اپنے سپاہیوں کو جمع کر رہے تھے۔ آپ نے فوراً لشکرِ اسلام کے دو حصہ کیے اور ایک حصہ حسبِ معمول سامنے کی طرف دشمنوں کا مقابلہ کرتا رہا اور دوسرا حصہ پلٹ کر پشت سے آئے ہوئے دُشمن کی طرف متوجہ ہوا اور سخت معرکہ ہوتا رہا۔ آخرکار مسلمانوں کے لشکر کی فتح ہوئی اور دُشمن بھاگ کھڑے ہوئے۔

میدانِ جنگ میں تو یہ کچھ ہوا۔ اُدھر مدینہ منورہ میں جب خطبہ کے دوران میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے وہ الفاظ نکلے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بڑا تعجب ہوا اور وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کہ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا فرما دیا۔ ان الفاظ کا خطبۂ جمعہ سے کیا تعلق ہے۔ لوگ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے تو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ بات ہے وہ معلوم ہو

Marfat.com

جائے گی۔ چنانچہ جب نماز جمعہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا چاہا۔ حضرت عبدالرحمٰن ابنِ عوف رضی اللہ عنہ نے تو بے تکلفی کے ساتھ یہاں تک کہہ دیا کہ لوگ آپ پر طعن و تشنیع کر رہے ہیں۔ حضرت سعد ابنِ ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اے امیر المومنین یہ غیر متعلق بات آج آپ نے خطبہ میں کیا فرمائی؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب فرمایا کہ میں نے خطبہ کی حالت میں دیکھا کہ دُشمن پشت کی طرف سے ایک پہاڑی کی اوٹ لے کر ساریہ اور ساریہ کے لشکر پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور لشکرِ اسلام اُس طرف سے بالکل غافل ہے اور اگر اسی غفلت کی حالت میں وہ فوج مسلمانوں پر ٹوٹ پڑتی تو یہ سب پس کر رہ جاتے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ فوراً میرے مُنہ سے وہ الفاظ نکل گئے۔

یہ جواب سن کر لوگوں کو کسی قدر اطمینان ہوا۔ مگر بعض نے وہ دن اور تاریخ لکھ رکھی تا کہ وہاں سے اطلاع آنے پر اس کی تصدیق ہو سکے۔ چنانچہ ایک ماہ بعد جب محاذِ جنگ سے قاصد آیا اور معرکہ کی رپورٹ پہنچی تو معلوم ہوا کہ عین اُسی دن اُسی وقت یہ لفظ حضرتِ ساریہ رضی اللہ عنہ کے کان میں پہنچے۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب معرکہ ہو رہا تھا۔ میرے کان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ پہنچے تو میں نے مُڑ کر پہاڑ کی طرف دیکھا اور

Marfat.com

دُشمن کی چال سے آگاہ ہوا اور پھر اُس کے مطابق نقشۂ جنگ فوراً بدل ڈالا اور آخرکار اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کی فتح ہوئی۔ اگر وہ آواز ہم تک نہ پہنچتی تو کچھ بعید نہ تھا کہ کافر ہمیں پیس ڈالتے اور ہم میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچتا۔

نظم

'یا ساریہ جبل' کی جب دی ندا عمر رضی اللہ عنہ نے
پہنچا دی ساریہ کو خلاقِ بحر و بر نے
مُڑ کر جو ساریہ نے دیکھا جبل کی جانب
دُشمن یہ چاہتا تھا ہو جاؤں ان پہ غالب
کچھ فوج ساریہ نے اُس سمت بھی لگا دی
آخر کو اُس خدا نے دی اُن کو کامیابی

(۲) پہرہ دار شیر

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ کی خلافت کی دُھوم اور حُسنِ انتظام اور شان و شوکت کا چرچا مشرق و مغرب میں دُور دُور تک پہنچا۔ اُس وقت قسطنطنیہ (بائی زن طین) کی رُومی سلطنت کے عیسائی بادشاہ ہرقل نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے ایک نصرانی پہلوان کو روانہ کیا۔ یہ شخص بادشاہ کا بڑا ہی معتمد تھا۔ اس کا نام طلیعہ تھا۔

Marfat.com

بادشاہ ہرقل نے طلیعہ پہلوان سے وعدہ کیا کہ اگر تو مدینے پہنچ کر عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو تجھے مالا مال کر دوں گا اور عیسائی ملت پر تیرا بڑا احسان ہو گا۔ یہ فرمان پا کر وہ عیسائی پہلوان مدینے کی طرف روانہ ہو گیا۔ منزل بہ منزل طے کرتا ہوا مدینہ منورہ پہنچا۔ ابھی بستی سے باہر ہی تھا کہ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بستی سے باہر آتے ہوئے دیکھا۔ اُس وقت حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ بیواؤں اور یتیموں کے باغات اور زمینوں کا ملاحظہ کرنے تشریف لے جا رہے تھے۔ طلیعہ آپ کو دیکھ کر ایک گھنے درخت پر چڑھ گیا۔ کچھ دیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی اتفاقاً اُسی درخت کے نیچے پہنچ گئے اور زمین پر بیٹھ گئے اور کچھ ہی دیر میں بازو کا تکیہ بنا کر لیٹ گئے اور فوراً ہی آنکھ لگ گئی۔ جب طلیعہ کو آپ کے سو جانے کا یقین ہو گیا تو وہ درخت سے اُترا اور فوراً ہی آپ کے قتل کے لیے تیار ہوا۔ اُس نے تلوار اُٹھائی ہی تھی کہ دیکھا ایک شیر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیروں کی طرف نمودار ہوا۔ اُسے دیکھتے ہی یہ شخص حواس باختہ ہو گیا اور اس کے ہوش اُڑ گئے اور وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اس پہلوان کے گرنے کی آواز سے آپ کی آنکھ کھل گئی۔ اُسی وقت وہ شیر غائب ہو گیا۔ آپ نے دیکھا کہ ایک غیر ملکی شخص آپ کے قریب ہی بیہوش پڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار ہے۔ کچھ دیر میں جب اُس رومی پہلوان کو ہوش آیا تو آپ نے اُس سے دریافت کیا

Marfat.com

کہ اے شخص تو کون ہے اور یہاں تیرا کیا کام ہے؟ اُس نے لرزتے کانپتے عرض کیا کہ یا حضرت! اللہ نے آپ کا رُتبہ بڑا کیا ہے۔ میں بے عقل آپ کو شہید کرنے کے ارادہ سے یہاں آیا تھا اور میں نے تلوار بھی سونت لی تھی کہ میری آنکھوں نے دیکھا کہ ایک شیر آپ کے تلوے چاٹ رہا ہے جس کے خوف سے میں بیہوش ہو گیا۔

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے چاروں طرف دیکھا اور دریافت کیا کہ وہ شیر اَب کدھر چلا گیا؟ مگر وہاں کوئی شیر دکھائی نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا یہاں تو کوئی شیر نہیں ہے۔ آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ جس درخت کے نیچے آپ سو رہے تھے اُس میں سے آواز آئی کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تو ہمارے دین کی خدمت کر ہم تیرے دُشمنوں سے تیری حفاظت کریں گے۔ یہ آواز سُن کر اُس رومی پہلوان کو اور بھی تعجب ہوا۔ وہ فوراً آگے بڑھا اور آپ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ یا حضرت جنگل کے شیر آپ کی حفاظت کرتے ہیں اور آسمان کے فرشتے آپ کی تعریف کرتے ہیں تو پھر میں کیوں اسلام کی سعادت سے اور عاقبت سے محروم رہوں۔ فوراً اُس کی زبان پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط جاری ہوا اور وہ مشرف باسلام ہو گیا اور پھر نہایت نیک مسلمان اہلِ باطن بن گیا۔ پھر کیا تھا...... مثنوی:

بعد ازآں گفتش سخنہائے دقیق
درصفاتِ پاکِ حق نعم الرّفیق

Marfat.com

پھر تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایلچی سے اسرارِ الٰہی کی باتیں کیں اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ یہ شخص آیا تھا حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کا خون کرنے کے لیے اور پایا اس نے اسلام اور مرتبہ ٔولایت۔ قرآنِ مجید میں اِرشاد ہے:

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ

ترجمہ: ''جو کھولتا ہے اللہ لوگوں کے لیے (دروازہ اپنی) رحمت کا تو نہیں ہے کوئی روکنے والا اس کو جو روک دے وہ تو نہیں ہے کوئی کھولنے والا اس کا اللہ کے بعد''۔

(پارہ 22۔ سورۃ الفاطر۔ آیت نمبر 2)

یعنی اللہ تعالیٰ جس رحمت کا دروازہ کسی بندے پر کھول دے پھر اُسے کوئی بند نہیں کر سکتا اور جس پر بند کر دے تو اُسے کوئی کھولنے والا نہیں ہے وہ نصرانی پہلوان گھر سے چلا تھا مال و زر حاصل کرنے کے ارادہ سے اور اللہ تعالیٰ نے دے دیا اس کو مرتبہ ٔولایت۔

Marfat.com

اپنے پیاروں کا محافظ خود ہے رب العالمیں
دُشمنوں کو دور رکھتا ہے وہ اِن سے بالیقیں
ساتھ تھا شیطان اُس کے، تھا ارادہ قتل کا
یہ نہیں معلوم، تھا ان کا محافظ ہے خدا
چار آنکھیں ہوتے ہی اِن سے وہ لرزاں ہو گیا
اور کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلماں ہو گیا

(۳) زہر کی شیشی

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قتل کرانے کی اس تدبیر میں رومی سلطنت کا عیسائی بادشاہ ہرقل ناکام ہو گیا تو اُس نے اپنا ایک اور قاصد آپ کی خدمت میں روانہ کیا جس کے ہاتھ چند تحفے بیش بہا پیش کرنے کے لیے روانہ کیے جو یہ تھے۔

۱۔ ایک صندوقچہ زرّین نہایت ہی عجیب و غریب ساخت کا تیار کیا ہوا جو انمول جواہرات سے لبریز تھا۔

۲۔ ایک لونڈی نہایت حسین و جمیل جو بیش بہا لباس و زیورات سے آراستہ و پیراستہ تھی۔

۳۔ ایک شیشی عطر کی جس کو انمول سمجھنا چاہیے۔ جو کسی قیمت پر میسر نہ آ سکے۔

Marfat.com

۴۔ ایک شیشی ایسے زہر ہلاہل کی جس کو صرف سونگھنے سے انسان ہلاک ہو جائے۔

چنانچہ یہ تحفے لے کر شاہِ ہرقل کا قاصد بڑے تزک و احتشام کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا۔ اس قاصد کا اپنا لباس اس قدر قیمتی اور زرق برق تھا کہ اہلِ مدینہ اُس کو حیرت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ اُس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا محل اور قلعہ کہاں ہے؟

لوگوں نے کہا کہ اُن کا کوئی محل ہے نہ قلعہ ہے۔ اگر آپ اُن سے ملنا چاہتے ہیں تو مسجدِ نبوی میں جایئے وہ وہاں بیٹھے ہوں گے یا تھک کر سو گئے ہوں گے۔ کیونکہ وہ خود رات بھر مسلمانوں کی چوکیداری بھی کرتے ہیں۔ یہ باتیں سُن کر رومی قاصد حیران رہ گیا کہ اتنا بڑا جلیل القدر بادشاہِ اسلام جس کی ہیبت سے شاہانِ رُوم و فارس، حبش و عجم کے دل لرزتے ہیں اُس کا نہ کوئی محل ہے نہ قلعہ۔ وہ خود مسلمانوں کی چوکیداری کرتا ہے اور مسجد نبوی ﷺ میں پڑ کر تھک کر سو رہتا ہے۔ چنانچہ یہ قاصد مسجد نبوی ﷺ پہنچا۔ اندر داخل ہوا تو دریافت کیا کہ مسلمانوں کے بادشاہ (امیر المومنین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ بتایا کہ وہ سامنے سو رہے ہیں۔ اُس وقت آپ زمین پر سو رہے تھے۔ اُس جگہ بوریہ بھی نہیں تھا۔ قاصد نے اُنہیں غور سے دیکھا کہ جو کرتہ پہنے ہوئے ہیں اور جو چادر اوڑھے ہوئے ہیں اُس میں

Marfat.com

کتنے ہی پیوند لگے ہوئے ہیں۔ سر اور چہرہ مبارک آپ کا کھلا ہوا ہے اور پہلو میں آپ کے اور تو کوئی ہتھیار نہیں ہے البتہ ایک دُرّہ پڑا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر رومی قاصد تھر تھر کانپنے لگا۔ اس کے سارے جسم میں رعشہ آ گیا کہ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہو گئے تو دیکھا کہ عجیب تیاری اور ساز وسامان کا ایک آدمی کھڑا ہوا لرز رہا ہے، کانپ رہا ہے۔ آپ نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا: لَاتَخَافُوْ، لَاتَخَافُوْ. یعنی ڈرو نہیں، خوف نہ کرو۔ میں کوئی عجم کا بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو ایک غریب آدمی ہوں۔ چنانچہ آپ نے نہایت شفقت اور مہربانی سے اُس قاصد کو اپنے پاس بٹھایا جب اُس قاصد کا ڈر کچھ کم ہوا تو حضرت امیر المومنین نے دریافت فرمایا کہ کہاں سے اور کیونکر آنا ہوا؟

قاصد نے عرض کیا کہ میں بادشاہ روم کا قاصد ہوں۔ میرے بادشاہ نے آپ جناب کے لیے کچھ تحفے بھیجے ہیں، جنہیں قبول فرمائیں۔

آپ نے فرمایا کہ لاؤ دکھاؤ کیا تحفے ہیں۔ قاصد نے سب سے پہلے جواہرات کا صندوقچہ پیش کیا۔ آپ نے قبول فرمایا اور لوگوں سے کہا کہ اسے بیت المال میں داخل کر دو۔ پھر فرمایا کہ اے روم کے قاصد اور کیا لایا ہے؟

قاصد نے لونڈی کو آواز دی جو باہر کھڑی تھی۔ جب آئی تو قاصد

Marfat.com

نے کہا کہ یہ لونڈی بادشاہ نے خاص آپ کی خدمت کے لیے ارسال کی ہے۔ آپ نے قبول فرمایا اور کہا کہ اس کا چہرہ کھول کر دکھاؤ۔ جب آپ نے دیکھا تو فرمایا:

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝١٤

ترجمہ: ''سو بڑا ہی بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر تخلیق فرمانے والا ہے''۔

(پارہ 18، سورۃ المومنون، آیت نمبر 14)

یعنی بڑا بابرکت ہے وہ اللہ جو سب سے اچھی صورتیں بنانے والا ہے۔ یہ فرمایا اور اِدھر اُدھر کو دیکھا ایک غلام قریب ہی کھڑا تھا۔ اس سے فرمایا کہ کیا تجھے یہ لونڈی پسند ہے؟ اُس نے کہا: بیشک پسند ہے۔ اُنہی وقت آپ نے فرمایا کہ میں نے لونڈی تجھ کو عطا کی۔ پھر قاصد سے دریافت کیا کہ اور کیا چیز لائے ہو؟

قاصد نے وہ شیشی عطر بے بہا کی پیش کی اور کہا کہ یہ عطر بادشاہوں ہی کے لیے ہے۔ جس کپڑے پر لگ جائے گا وہ کپڑا دُھلتے دُھلتے پھٹ جائے گا مگر اس کی خوشبو نہ جائے گی۔ آپ نے اُس عطر کو بھی قبول کیا اور فرمایا کہ بیشک یہ بہت ہی اچھا عطر ہے۔ اس کو میں مسجد نبوی کی

Marfat.com

زمین پر چھڑکنے کے لیے نہایت مناسب سمجھتا ہوں تا کہ مسجد نبوی معطر رہے اور تمام مسلمانوں کو اس کی خوشبو آتی رہے۔ یہ کہہ کر اُس کو مسجد کے فرش پر چھڑکوا دیا اور ساری شیشی خالی کر دی۔ یہ سب کچھ دیکھ کر رومی قاصد حیران ہے اور عقل اس کی دنگ ہے کہ آپ اِس دُنیا کو اور اس کی رغبتوں کو کس قدر لات مارے ہوئے ہیں اور کوئی بڑی سے بڑی اور عنقا سے عنقا چیز آپ کے لیے کشش نہیں رکھتی۔ پھر کس طرح دُنیا بھر کے بادشاہ ایسے شخص سے لرزاں اور خوفزدہ نہ ہوں۔ پھر حضرت امیر المومنین نے رومی قاصد سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے قاصد اور کیا چیز لائے ہو دکھاؤ۔ قاصد نے ایک چھوٹی سی شیشی پیش کی اور کہا کہ اس میں ایسا زہر ہلاہل ہے کہ جس کو صرف سونگھنے سے آپ کے ہزاروں دُشمن ہلاک ہو سکتے ہیں۔ آپ نے وہ شیشی بھی قبول کی اور فرمایا کہ اے رومی قاصد میرا تو کوئی دُشمن نہیں ہے۔ ہاں اگر دُشمن ہے تو صرف میرا نفس ہے۔ اس کو البتہ ہلاک و پامال کرنا چاہیے۔ یہ کہہ کر وہ شیشی آپ نے اپنے منہ سے لگا لی اور بسم اللہ شریف پڑھ کر وہ شیشی پی گئے۔ رومی قاصد نے اپنا منہ پیٹ لیا کہ ہائے ستم ہو گیا۔ یہ کیا

Marfat.com

ہوا اور جو صحابہء کرام اردگرد بیٹھے تھے وہ بھی انگشت بدنداں رہ گئے کہ دیکھئے اب خدا کو کیا منظور ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ایک حالت طاری ہوئی اور پسینہ اس قدر آیا کہ آپ شرابور ہو گئے اور بس اللہ ربّ العزت نے اپنا فضل فرمایا۔ وہ سارا زہر پسینے کے راستے نکل گیا۔ اس کے سوا اور کوئی اثر اس زہر ہلاہل کا آپ پر نہیں ہوا۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہت سی کرامات میں سے ایک ہے۔

نظم

دیکھ کر یہ بات قاصد دنگ و حیراں ہو گیا
حضرتِ فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ زہر کیونکر پی لیا
وہ ہلاہل زہر سارا پسینہ بن گیا
اور اثر اُس کا نہ مطلق آپ پر کچھ ہو سکا

(۴) دریائے نیل کے نام خط:

جب ملکِ مصر فتح ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آیا اور حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ وہاں کے حاکم مقرر ہوئے تو آپ نے سنا کہ دریائے نیل خشک ہو گیا ہے۔ آپ نے مصر کے لوگوں کو بلوا کر دریافت کیا کہ کیا یہ دریا

Marfat.com

ہمیشہ اسی طرح خشک ہو جاتا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ حضرت ہر سال یہ دریا اسی طرح خشک ہو جاتا ہے اور پھر جب تک ایک خوبصورت کنواری لڑکی کو بھینٹ نہ لے گا اسی طرح خشک پڑا رہے گا اور لوگوں کے کھیت و کیار برباد ہو جائیں گے۔ آخر لوگ تنگ آ کر دریا کی بھینٹ دیں گے۔ تب کہیں پانی جاری ہو گا۔ جب حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ سُنا تو آپ کو یہ قتلِ ناحق کی رسم بہت بُری معلوم ہوئی۔ آپ نے لوگوں سے کہا کہ بغیر ہماری اجازت کے کوئی ایسی رسم پوری نہ کی جائے۔

حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے پورا حال حضرتِ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تحریر کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں ایک خط تو حاکمِ مصر عمرو رضی اللہ عنہ ابن العاص کو اور دوسرا دریائے نیل کے نام تحریر کیا جو خط دریائے نیل کے نام تھا اُس میں یہ مضمون تھا:

"یہ خط اللہ کے بندے کا ہے۔ جس کا نام عمر رضی اللہ عنہ ابن الخطاب ہے اور دریائے نیل کے نام ہے۔ اے دریا اگر تو احکم الحاکمین ربُّ العالمین کے حکم سے بہتا ہے تو ہم بھی اُسی سے تیرا جاری ہونا مانگتے ہیں اور اگر تو اپنی مرضی سے جاری ہے اور اپنی مرضی سے رُک جاتا ہے تو ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں ہے"

Marfat.com

اور حاکمِ مصر کو لکھا کہ بجائے عورت کی بھینٹ کے میرا خط دریائے نیل کی خشک ریت میں ڈال دینا۔

امیر المومنین کا خط پہنچتے ہی سارے مصر میں دُھوم مچ گئی اور ہزاروں آدمی دیکھنے کے لیے جمع ہو گئے۔ چنانچہ لوگوں کی ایک بڑی بھیڑ کو ساتھ لیے ہوئے حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ حاکم مصر خشک دریا کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط دریائے نیل کو پہنچا دیا۔ چند گھنٹوں کے بعد دریا میں پانی آنا شروع ہو گیا اور پھر اس قدر زیادہ پانی آیا کہ گذشتہ سالوں کے مقابلہ میں اس سال پانی کی سطح کئی گز زیادہ اُونچی ہو گئی اور کبھی آج تک دریائے نیل خشک نہیں ہوا۔ اس طرح ہر سال بھینٹ دینے کی غیر اسلامی اور قبیح رسم ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی۔ یہ واقعہ بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کرامات میں بہت اہم ہے۔

حضرتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲۲/ جمادی الثانی ۱۳ھ یوم سہ شنبہ کو مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور ۲۸/ ذی الحجہ ۲۳ھ یوم پنج شنبہ کو جامِ شہادت نوش کیا اور رحلت فرمائی۔ اس طرح آپ کا دورِ خلافت دس برس چھ مہینے اور چھ دن رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آخر عمر میں ایک موقع پر آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور اس طرح دُعا کی:

Marfat.com

''اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِی شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ''

یعنی اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں تو شہادت نصیب فرما اور میری موت اپنے رسول ﷺ کے شہر میں مقرر فرما۔

ایک اور دُعا بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کی جبکہ آپ ۲۳ھ کے آخر میں حج کعبہ سے واپس ہوئے تو اَبطَح میں اپنی سواری بٹھائی اور نیچے اُتر کر زمین پر چت لیٹ گئے۔ پھر آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اُٹھائے اور نہایت گریہ وزاری کرتے ہوئے کہا:

''اَللّٰھُمَّ کَبُرَتْ سِنِّیْ وَضَعُفَتْ قُوَّتِیْ وَانْتَشَرَتْ رَغْبَتِیْ فَاقْبِضْنِیْٓ اِلَیْکَ غَیْرَ مُضَیِّعٍ وَّلَا مُضَرٍّ ط''

یعنی اے اللہ میری عمر بہت زیادہ ہوگئی ہے اور میری قوت کمزور پڑ گئی ہے اور میری رغبت منتشر ہوگئی ہے۔ لہٰذا تو مجھے اپنی طرف اس حال میں اُٹھا لے کہ نہ تو میں تیرے حقوق ضائع کرنے والا ہوں اور نہ اُن میں تقصیر کرنے والا۔

نظم

تھی دُعاءِ فاروق رضی اللہ عنہ کی اللہ سے
التجا تھی اُن کی اُس ذیجاہ سے
راہ میں تیری میں ہو جاؤں شہید
ہے یہ میری آرزو بس اے مجید

Marfat.com

میں مروں تیرے نبی ﷺ کے شہر میں
رہ سکوں میں تا کہ تیری مہر میں
قبر میری تو مدینے میں بنا
اپنے پیارے سے نہ کر مجھ کو جدا

☆☆☆

اَب تو میری عمر کافی ہو گئی
اور میری قوت بھی زائل ہو چلی
خوف مجھ کو ہو چلا ہے اے خدا
ہو نہ جائے مجھ سے کچھ ایسی خطا
جس سے میں عقبیٰ میں ہو جاؤں ذلیل
رحم فرما مجھ پہ اے میرے جلیل
اس لیے کرتا ہوں میں تجھ سے دُعا
جلد اِس دُنیا سے تو مجھ کو اُٹھا
ہو گئی مقبول حضرت کی دُعا
قُرب میں اللہ نے بلوا لیا

چنانچہ اللہ ربُّ العزت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دونوں دُعائیں قبول فرمائیں اور آخر کار وہ وقت آ پہنچا جس کی آپ آرزو رکھتے تھے۔

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت سے قبل ایک جمعہ کے روز خطبہ جمعہ میں فرمایا۔ لوگو! میں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ایک سرخ رنگ کے مرغ نے میرے جسم میں کئی ٹھونگیں ماریں، جس سے میں زخمی ہو گیا۔

جمعہ کو آپ نے خواب دیکھا اور بدھ کی صبح کو آپ کا یہ خواب سچا ہو گیا۔ واقعات اس طرح ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس خواب کے دوسرے دن حضرت مُغیرَہؓ ابن شُعبَہؓ کا آتش پرست غلام ابولُولُو فیروز آپ کے پاس آیا اور کہا کہ اے امیرالمومنین میرے آقا مُغیرہ نے مجھ پر سو درہم ماہوار خراج لگا رکھا ہے جو بہت زیادہ ہے۔ آپ میری سفارش کریں کہ اس میں کمی کر دی جائے۔ آپ نے دریافت کیا کہ تو کیا کام کرتا ہے؟ اس غلام نے بتایا کہ نقاشی، آہنگری وغیرہ کا کام کرتا ہوں، نیز ہوا چکی بناتا ہوں۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ اِن کاموں کے مقابلہ میں تو یہ خراج مناسب ہے۔ اگرچہ آپ نے اپنے دل میں فیصلہ یہی کیا تھا کہ حضرت مغیرہ سے اس کا خراج کم کرنے کی سفارش کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر غلام ناراض ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا اور ایک ذرا سی بات پر سخت سے سخت انتقام کی فکر میں لگ گیا اور مذہبی عداوت نے بھی انتقام کی آگ اس کے تن بدن میں پھونک دی۔

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے چلتے چلتے یہ بھی فرمایا: کہ تو ہوا چکی بنانا جانتا ہے تو اہلِ مدینہ کے لیے بھی ایک ہوا چکی بنا دے تاکہ لوگوں کو اُس سے آرام پہنچے، تو اُس غلام نے جواب میں کہا کہ آپ کے واسطے ایک ایسی چکی بنا دوں گا کہ مشرق سے مغرب تک اس کا ذکر ہوا کرے گا۔ چنانچہ آپ نے اُس غلام کا یہ فقرہ سُن کر لوگوں سے کہا کہ دیکھو یہ فیروز غلام مجھے میرے قتل کی خبر دیتا ہے۔ یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت ہوئی۔ چنانچہ فیروز غلام برابر آپ کے قتل کرنے کی فکر میں لگا رہا۔ اُس نے ایک خنجر دو دھار والا تیار کیا اور اس کو زہر میں بجھا کر اپنے پاس رکھا اور بدھ کی صبح بہت سویرے مسجد نبوی ﷺ میں جا چھپا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ وہ بہت سویرے مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ نیز نماز کی صف بندی کے وقت صفیں سیدھی کیا کرتے تھے۔ جب صفیں سیدھی ہو جاتی تھیں تب آپ نماز کی نیت باندھا کرتے تھے۔ چنانچہ بدھ کی صبح کو بھی آپ نے حسبِ معمول صفیں سیدھی کیں اور آگے بڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ فیروز وہیں صف میں کھڑا تھا۔ اُس نے اُسی وقت خنجر بغل سے نکال کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر پے در پے تین وار کیے۔ آپ کے پیٹ اور کمر پر زخم آئے۔ مسجد میں روشنی کا کوئی انتظام تھا ہی نہیں بلکہ پورا اندھیرا تھا۔ کچھ دیر تو معلوم ہو ہی نہ سکا کہ بات کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرأت شروع نہیں کرتے ہیں

Marfat.com

بلکہ خاموشی کے عالم میں ہیں۔ لوگوں نے سبحان اللہ سبحان اللہ کہنا شروع کیا۔ گویا یہ اشارہ کیا کہ امیرالمومنین قرأت شروع کیجئے مگر وہاں تو عالم ہی کچھ اور تھا۔ اِس دورانِ میں ابولولو فیروز قاتلِ عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں سے بھاگنے کی کوشش کی اور دیگر نمازیوں پر اپنے خنجر سے وار کرنے شروع کر دیئے۔ چنانچہ چھ اصحاب رضوان اللہ علیہم شہید اور سات زخمی ہوئے۔ آخر ایک عراقی نے اپنے سر کا خود اُس کے منہ پر مارا اور اس پر چادر ڈال دی اور اُسے نیچے گرا کر اُس کے سینہ پر چڑھ بیٹھا۔ جب فیروز کو یقین ہو گیا کہ اب بچ نکلنا ناممکن ہے تو اُس نے اُسی خنجر سے اپنا کام تمام کر لیا۔

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن ابنِ عوف رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ نماز پڑھائیں۔ انہوں نے سورۃ والعصر اور سورۃ الکوثر سے نماز پڑھائی۔ جوں توں کر کے نماز ختم ہوئی اور لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ بے ہوش ہو چکے تھے۔ چنانچہ آپ کو ہاتھوں پر اُٹھا کر مکان پر لے گئے۔ جب آپ کو ہوش آیا تو آپ نے دریافت کیا، کیا لوگوں نے نماز ادا کی۔ پھر دریافت کیا کہ لوگو! بتاؤ میرا قاتل کون ہے؟

لوگوں نے بتایا کہ ابولولو فیروز ہے۔ جو حضرت مغیرۃ ابنِ شُعبہؓ کا مجوسی غلام ہے۔ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ میں کسی کلمہ گو مسلمان کے ہاتھ قتل نہیں ہوا ہوں بلکہ میرا قاتل مجوسی ہے۔ اُس

Marfat.com

وقت تک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی خیال میں تھے کہ آپ پر زخم اتنے کاری نہیں ہیں کہ آپ بچ نہ سکیں گے، بلکہ خیال تھا کہ آپ ٹھیک ہو جائیں گے، چنانچہ آپکو دودھ دیا گیا، مگر وہ زخموں کے راستے باہر آ گیا۔ اب تو لوگوں کو یقین ہو گیا کہ افسوس امیر المومنین کا اب صحت یاب ہونا مشکل ہے۔ یہ حالت دیکھ کر لوگوں کے منہ سے نکلا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن اور رونے لگے۔ آپ نے اُن کو تسلی دی۔ کچھ دیر بعد ایک شکیل وجمیل مرد اجنبی وہاں آیا اور کہا کہ اے عمر ابن الخطاب! آپ کو بشارت دی جاتی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا مبارک قرب عطا فرمایا، آپ کو اولوالعزم صحابی بنایا۔ آپ نے اسلام کی بڑی خدمت کی اور امورِ خلافت میں نہایت عادلانہ فیصلے کیے۔ پھر سب سے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرتبۂ شہادت سے ممتاز فرمایا۔ یہ سُن کر آپ کے آنسو رواں ہو گئے اور آپ فرمانے لگے کہ یہ جو کچھ بھی ہے محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور اس کا انعام ہے۔ مگر میں تو ڈرتا ہوں کہ کہیں قیامت کے دن اللہ ربُّ العزت مجھ سے کوئی سوال نہ کر بیٹھیں تو میں کیا جواب دوں گا۔

اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن ابنِ عوف رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے اُن کو بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور فرمایا کہ میں اُن لوگوں کو جمع کرنا چاہتا ہوں کہ جن سے اللہ کے رسول ﷺ راضی گئے۔ چنانچہ آپ نے حضرت

Marfat.com

عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ابن عوام، حضرت سعد ابنِ ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ باقی سب حضرات تشریف لے آئے تھے تو آپ نے اُن حضرات سے فرمایا کہ میں نے ہر اعتبار سے غور کیا اور تم کو سب سے مقتدر پایا اور خلافت کا منصب تم میں سے ہی کسی کے لیے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا کہ میرے اس دُنیا سے گذر جانے کے بعد تین دن کے اندر اندر خلیفۃ المسلمین تجویز کر لینا۔ لوگوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا: کہ جس پر ان چھ حضرات کا اتفاق ہو وہ خلیفۃ المسلمین ہوگا۔ اُس کی اطاعت کرنا۔ اس مشورہ میں میرے بیٹے عبداللہ کو شامل کرنا۔ مگر خلافت اس کے واسطے نہیں ہے۔ پھر فرمایا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ! اگر خلافت تم کو ہو تو اپنے قرابت والوں کے سبب سے مسلمانوں کو تکلیف نہ دینا اور بنی اُمیّہ کو مسلمانوں کی گردن پر نہ بٹھانا اور اے علی رضی اللہ عنہ! اگر خلافت تم کو ہو تو تم بھی اِن امور کا خیال رکھنا اور بنو ہاشم کو لوگوں کے سر پر نہ بٹھانا، اور فرمایا کہ لوگو! میں تمہارے واسطے بڑی مضبوطی اسلام کی کر چلا ہوں۔ اگر قوانینِ شریعت محمدیہ کی پابندی کرتے رہو گے تو ملتِ اسلامیہ کو کسی زلزلہ کا ڈر نہیں ہوگا۔ انشاءاللہ!

پھر حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا: اے عبداللہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہو کر میرا اسلام عرض کرو اور کہو کہ آپ کے خاندان کا غلام آپ سے اس امر کی اجازت چاہتا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کے قدموں میں دفن کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعد سلام کے پیامِ عمری پیش کیا۔ وہ تو پہلے ہی آپ کے غم میں رو رہی تھیں۔ فرمایا میں نہایت خوشی کے ساتھ اجازت دیتی ہوں۔

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جب جواب لے کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواب باصواب کے شوق میں اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ہاں اے عبداللہ بتا کیا خوشخبری لایا؟

حضرت عبداللہ نے بخوشی اجازت عطا فرمانے کی خوشخبری سُنا دی۔ آپ فوراً شکرِ الٰہی بجا لائے اور لیٹ گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آہ یہ وہ نازک وقت ہے کہ اگر اس وقت سارے جہان کی دولت میرے پاس ہوتی تو میں اُسے قیامت کی گھبراہٹ سے نجات پانے کیلئے خیرات کر دیتا۔ آپ کے اس کہنے پر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی آپ امیر المومنین ہیں۔ آپ نے کتاب اللہ سے نہایت عمدہ اور بڑے بڑے فیصلے کیے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! کیا قیامت کے میدان میں حضورِ ربُّ العزت کی پیشی میں میرے متعلق اس قسم کی شہادت دے سکو گے؟ حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بیشک میں ضرور

Marfat.com

شہادت دوں گا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی وہیں موجود تھے۔ انہوں نے بھی فرمایا کہ میں بھی شہادت دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم دونوں حضرات مجھے یہ بات لکھ دو۔ چنانچہ دونوں حضرات نے لکھ دیا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو آواز دی۔ وہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:

نظم

آج رُخصت ہے عمر رضی اللہ عنہ کی اے پسر
آج حالت اُس کی ہے زیر و زبر
پیشئ مولیٰ کا ہے اتنا خیال
کانپتا ہے بس عمر رضی اللہ عنہ کا بال بال
دیکھئے گذرے گی کیا اُس کے حضور
کس طرح پیش آئے وہ ربِّ غفور
یہ وصیت پھر ہے اے ابنِ عمر رضی اللہ عنہ
اس کو پورا کیجئو اے نورِ نظر
میری میّت لے کے رکھ دینا وہاں
ہیں جہاں مدفون سردارِ جہاں

Marfat.com

اور کرنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کلام
کر رہا ہے یہ عمر رضی اللہ عنہ تم کو سلام
ہے کفن میں منہ چھپائے یہ عمر رضی اللہ عنہ
اور سوالی آپ سے ہے سر بسر
اس کو بس لِلّٰہ اجازت دیجئے
تا کہ قدموں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جا چھپے

یہ آخری وصیت فرما کر جناب امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

نظم

رُوح تن سے جب ہوئی اُن کے جدا
ہر طرف سے شور برپا ہو گیا
رو دیئے چھوٹے بڑے پیر و جواں
ہر طرف رونا تھا اور آہ و فغاں
پڑ گیا سورج گہن ظلمت ہوئی
اور قیامت کی اندھیری چھا گئی
گود کا بچہ یہ ماں سے پوچھتا
آج اے ماں کیا قیامت ہے بپا؟

Marfat.com

رو کے کہتی وہ نہیں نورِ نظر
بلکہ رُخصت ہو گئے حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ
آہ بیوائیں ہوئیں بیوائیں آج
آج اُن کا چھن گیا گویا کہ راج

غرضیکہ مدینے میں اُس روز ایک قیامت برپا تھی اور ہر سمت سے رونے کی صدائیں بلند تھیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو نہلا دھلا کر تیار کیا اور آپ کا جنازہ مبارک روضۂ اطہر کے سامنے لا کر رکھ دیا اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اُنہیں الفاظ میں درخواست شروع کی۔ جس سے حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہچکی بندھ گئی اور زار وقطار روتے ہوئے نہایت خلوصِ دل سے روضۂ اطہر میں باعمل امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کی اجازت دی اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں رونق افروز ہونے کی سعادت پا گئے۔

ماشاء اللہ! ماشاء اللہ! کیا دُنیا اور آخرت میں اس سے بہتر ہمسائیگی کسی مسلمان کے مقدر میں ہوسکتی ہے۔

Marfat.com

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

ایمانِ کامل

حدیث رسول ﷺ ہے کہ

"اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْجَنَّۃَ لِمَنْ اَطَاعَہٗ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبَشِیًّا"

یعنی اللہ تعالیٰ نے جنت کو اپنے فرمانبردار کے لیے ہی پیدا کیا ہے، اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔

مکہ معظّمہ میں ہے کہ ایک شخص اُمیہ بن خلف بڑا سخت کافر تھا۔ بہت کچھ مال و متاع اس کے پاس تھا۔ وہ مکہ کے رئیسوں میں سے تھا۔ دیگر جائیداد کے علاوہ اس کے پاس بارہ غلام نہایت قوی ہیکل تھے۔ ان کو مختلف کاموں پر معمور کیا ہوا تھا۔ چنانچہ ایک غلام کے سپرد تھا کُل کام زراعت و کھیتی کیاری سے متعلق۔ دوسرا غلام تمام باغات اور میوے جات و

Marfat.com

پھلوں کا داروغہ تھا۔ تیسرا غلام تجارت کے کل کام کا نگراں اور چوتھا غلام تمام مویشیوں کا خبر گیراں اسی طرح ایک ایک کام ایک ایک غلام کے سپرد تھا۔ باوجود اس سب کے اُمیہ راہِ خدا میں کبھی بھی کچھ دینا پسند نہیں کرتا تھا اور اگر کبھی کوئی غلام کسی فقیر کو، کچھ دے دیتا تھا تو اُمیہ اس پر بہت ناراض ہوتا۔

جب کبھی اُسے کوئی سمجھاتا اور نصیحت کرتا کہ اے اُمیہ دیکھو تو سہی باوجود اس کثرت مال کے راہِ خدا میں مسکینوں اور محتاجوں کی کیوں مدد نہیں کرتا اور کیوں اُن کے ساتھ بہتر سلوک نہیں کرتا ہے کیوں آخرت کی تیاری نہیں کرتا۔ تو وہ بدنصیب کہتا تھا کہ اوّل تو آخرت ہے کہاں؟ اور اگر ہوئی بھی تو میں نے مال اسباب اور اولاد یہ سب کچھ اتنا جمع کر لیا ہے کہ مجھے آخرت کا خوف اور اُس کے انعامات کی ضرورت نہیں ہے اور جواب میں مسلمانوں سے کہتا کہ البتہ آخرت کی ضرورت تم کو ہے۔ مجھے اِن چیزوں کی ضرورت نہیں ہے جن کا لالچ نَعُوذُ بِاللّٰہِ محمد ﷺ تم کو دیتے ہیں اور اس طرح لوگوں کو اپنا گرویدہ بناتے ہیں۔ مجھے ان کی اور اُن کے انعامات کی حاجت نہیں نَعُوذُ بِاللّٰہِ۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بد بخت اور روسیاہ کے غلام تھے۔ در پردہ اور خفیہ طور پر مسلمان ہو گئے تھے۔ ایمان ان کے دِل میں

Marfat.com

جوش مار رہا تھا مگر ظالم کی غلامی اور اس کی قید سے مجبور تھے۔ اُن کے اسلام لانے کی خبر آخر کار اُمیہ کو ہوگئی۔ چنانچہ اس خبر کو سن کر وہ غصہ میں سرخ ہو گیا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اپنے سامنے بلایا اور کہا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ میں نے سنا ہے کہ تُو در پردہ مسلمان ہو گیا ہے۔ کیا یہ بات ٹھیک ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے سکوت اختیار کیا اور کچھ جواب نہیں دیا بلکہ خاموش کھڑے رہے، سمجھ گیا کہ بیشک مسلمان ہو چکا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ذمہ تمام بت خانوں کی کنجیاں تھیں اور ان بت خانوں میں بہت سے سونے اور چاندی کے بت تھے۔ بلال رضی اللہ عنہ سے یہ کنجیاں چھین لی گئیں اور کہا کہ اس مبارک خدمت سے تجھے معزول کرتا ہوں۔ پھر دریافت کیا کہ اے بلال رضی اللہ عنہ! سچ بتا تُو کس کی پرستش کرنے لگا ہے اور کس کو پوجتا ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے خدا کو پوجتا ہوں اور اُسی کی پرستش کرتا ہوں۔ وہی ایک وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ ہے۔ تو اُمیہ بن خلف جواب میں کہتا ہے کہ اے بلال رضی اللہ عنہ! اس دین کو چھوڑ دے نہیں تو میں تجھ پر بہت عذاب کروں گا بلکہ تجھے جان سے مار ڈالوں گا۔ بلال رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ اے اُمیہ میں اس دین سے پھر نہیں سکتا ہوں۔ تیرا جو جی چاہے کر، ظاہر ہے کہ میں تیرا زرخرید غلام ہوں۔

یہ سن کر اُس شقی ازلی نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اِس کے بدن

Marfat.com

میں ببُول کے کانٹے چبھو دو اور دیکھو جب دُھوپ بہت تیز ہو جائے تو اس غلام کو گرم پتھروں پر لٹاؤ اور سر سے پاؤں تک اس پر گرم پتھر رکھو اور اس کے گرد اگرد آگ بھی روشن کر دو اور اس کو اسلام لانے کا مزہ چکھا دو اور جب شام ہو جائے تو اسے اندھیری کوٹھری میں بند کر دو اور تمام رات اس کے جسم پر کوڑے لگاؤ اور روزانہ ایسا ہی کرتے رہو۔

حضورِ کبیریا میں اہلِ دین کی آزمائش ہے
اور اس کے ساتھ ہی اب اہل کیں کی آزمائش ہے

اللہ محفوظ رکھے! اس بے رحم نے کیسی سخت سزا تجویز کی چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ سختیاں جھیلنی پڑی ہیں۔ گرم پتھروں پر لٹایا گیا۔ تمام جسم میں ببول کے کانٹے چبھوئے گئے۔ نہایت تپتی ہوئی سلیں اُن کی چھاتی پر رکھی ہوئی ہیں۔ چاروں طرف آگ جلائی جا رہی ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر تکلیف سی تکلیف ہے لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زبان پر فوارے کی طرح اَللّٰہُ اَحَدٌ، اَللّٰہُ اَحَدٌ برابر جاری ہے۔ اسی عذاب و تکلیف میں ایک دو دن نہیں بلکہ عرصہ دراز گزر گیا۔

مریض عشق پر رحمت خدا کی
مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ایک روز جبکہ عذاب برابر ہو رہا تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ پکار اُٹھے اور

Marfat.com

انہیں کچھ مایوسی سی ہوگئی کہ اَب میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہ مل سکوں گا اور اُن کی مفارقت میں ہی میری رُوح تڑپتی ہوئی بدن سے جدا ہو جائے گی۔ چلا اُٹھے اور مولیٰ کائنات کے حضور فریاد شروع کی:

اے خدا اے خالقِ کون و مکاں
اے خدا، اے سرِّ قلب و سرِّ جاں
عشق میں کیوں آزماتا ہے مجھے
اَب غمِ فرقت ستاتا ہے مجھے
کب تلک عاشق کا ہو گا امتحاں
کب تلک مجھ پر ہے یہ قیدِ گراں
پتھروں میں ہو رہا ہوں پائمال
خون تک دینے لگا ہے بال بال
ہر رگ و ریشہ میں کانٹے چُب گئے
اور جلایا جا رہا ہوں آگ سے
اِن عذابوں کی مجھے پروا نہیں
اِن تکالیفوں سے دِل دُکھتا نہیں
جاں قالب سے نکل جائے اگر
پتھروں سے سر کچل جائے اگر

Marfat.com

آگ میں مجھ کو جلا ڈالیں تو کیا
خاک بھی میری اُڑا ڈالیں تو کیا
جو تری مرضی ہو وہ کر میرا حال
عشق میں ثابت قدم ہو گا بلال رضی اللہ عنہ
کھال بھی میری اگر کھینچی جائے گی
اُف نہیں میری زباں پر آئے گی
دفترِ عُشاق میں لکھ لے مجھے
جس قدر ایذائیں ہوں پھر دے مجھے
دیکھ پھر کس شوق سے لیتا ہوں میں
جان پھر کس شوق سے دیتا ہوں میں
عشق کا رستہ کوئی آساں نہیں
آدمی میں دِل نہیں یا جاں نہیں
ہائے جن پردوں میں تو ہو گا نہاں
مجھ سے لاکھوں لوٹتے ہوں گے وہاں
عشق کی آتش سے ہے سینہ کباب
اِک جھلک اپنی دکھا دے بے حجاب
دامنِ رحمت میں مجھ کو ڈھانک لے
مجھ بلالِ خستہ دِل کو جھانک لے

Marfat.com

فرقت محبوب کی طاقت نہیں
اب جدائی کا الم اُٹھتا نہیں
یا جمال اپنا مجھے مولیٰ دِکھا
یا نبی پاک ﷺ سے مجھ کو ملا

حضرتِ بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی فریاد مولا کو پسند آئی۔ قبولیت کا دروازہ کھل گیا اور اب سبب خلاصی شروع ہوتا ہے اُسی روز جبکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی فریاد طلوع پر تھی۔ حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی دیوار کے نیچے سے گزرے اور یکایک آپ کے کانوں میں نہایت درد کے ساتھ ہائے ہائے کی آواز آئی۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بے چین ہو کر وہیں کھڑے ہو گئے اور دریافت فرمایا کہ لوگو! یہ کس مصیبت زدہ کی آواز ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ اُمیہ کے ایک غلام کی آواز ہے جس کا نام بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہے۔ وہ اللہ واحد کی توحید پر اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان لے آیا ہے اور اس کے ایمان کی خبر اُمیہ کو ہو گئی ہے۔ اِس لیے وہ رات دِن اب بلال رضی اللہ عنہ پر عذاب کرتا ہے چنانچہ اُس وقت بلال رضی اللہ عنہ ایک کوٹھری میں ہاتھ پاؤں بندھا ہوا کوڑوں سے پِٹ رہا ہے آج ہی نہیں بلکہ عرصے سے اس کی یہی کیفیت ہے۔ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ! بلال رضی اللہ عنہ کی درد آمیز صداؤں سے ہمسائے کے لوگ بے چین ہیں، مگر ہمارا کچھ بس نہیں چلتا کیونکہ اُمیہ ایک

Marfat.com

امیر کبیر ہے ہم اُس کے غلام کو کیسے رہائی دِلوا سکتے ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سنتے ہی لرز گئے اور آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر کہا اے اللہ! عاشقوں کی یہ آزمائش!! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام رات روتے ہوئے اسی دیوار کے نیچے گزاری۔ صبح ہوئی تو آپ اس مکان میں داخل ہوئے فرمایا کہاں ہے اُمیہ؟ جب غلاموں نے بتایا تو آپ اُمیہ کے پاس پہنچے اور فرمایا۔ او ظالم شقی! بلال پر اتنا ظلم! ارے اُس نے خدائے واحد کو پکارا، تیرا کیا بگاڑا۔ تو نے کس لیے اُس پر طرح طرح کے عذاب کر رکھے ہیں؟ چاہئے تو یہ تھا کہ ایسا شخص تجھے غنیمت ہوتا کہ اس کے سبب تیری عاقبت دُرست ہوتی اور قیامت کے عذاب سے مامون ہوتا۔ اِس پر اُمیہ جواب میں کہتا ہے کہ قیامت ہے کہاں؟ اور اے ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تمہارا دِین سچا ہے؟ اور یہ تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ قیامت ضرور آئے گی؟ اور بالفرض عاقبت اور عاقبت کا عذاب و ثواب اگر کوئی حقیقت بھی ہو تو ہونے دو۔ میرے پاس بھی کسی شے کی کمی نہیں ہے۔ پھر میں کیوں اُن نعمتوں پر فریفتہ ہوں۔ جو محض وہمی اور خیالی باتیں ہیں۔ میرے پاس دُنیا میں بہشت موجود ہے اور یہ بات تم بھی جانتے ہو کہ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو میرے پاس موجود نہ ہو۔ تمام عیش و عشرت کے سامان میرے پاس دُنیا ہی میں موجود ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ باتیں سن کر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ

Marfat.com

اچھا تجھے اپنی جان کا اختیار ہے۔ شقی ازلی ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں لیکن یہ بتا کہ مظلوم بلال رضی اللہ عنہ پر کیوں اتنا ظلم کر رہا ہے؟

اُمیہ نے جواب میں کہا میں بلال رضی اللہ عنہ پر اتنا ہی ظلم کروں گا اور اسی طرح اس کو عذاب میں رکھوں گا۔ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ تمہیں اگر اُس پر ترس آتا ہے تو تم بھی مالدار ہو۔ دُنیا کی ثروت بہت کچھ رکھتے ہو اور اپنی آخرت پر بڑے نازاں ہو۔ یہ ثواب تم ہی کماؤ اور بلال رضی اللہ عنہ کو مجھ سے خرید لو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تو یہی مدعا تھا کہ بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیں۔ چنانچہ فرمایا کہ اے اُمیہ! بلال رضی اللہ عنہ کے معاوضہ میں کیا مانگتا ہے؟

اُمیہ ہنسا اور کہا کہ ہاں یہاں تک آپ مستعد ہیں۔ اُمیہ اپنی دانست میں بلال رضی اللہ عنہ کی قیمت نہایت گراں اور دُشوار مانگنی چاہتا تھا۔ اُمیہ نے کہا کہ دیکھو! ابو بکر رضی اللہ عنہ تم اُسے خرید نہ سکو گے۔ اس کی بہت بڑی قیمت ہے! پھر کہا کہ اگر تم بلال رضی اللہ عنہ کو خریدنا چاہتے ہو تو ایک مثقال سونا (ایک سو چالیس تولے) سونا اور نسطاس رُومی غلام جو تمہارے پاس نہایت اعلیٰ درجہ کا کارندہ ہے اور بڑی لیاقت رکھتا ہے، کئی ہزار اشرفیاں اُس کی ملک ہیں۔ اُس کو مع اُن اشرفیوں کے مجھ کو دے دو اور بلال رضی اللہ عنہ کو مجھ سے لے لو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہایت خوشی سے منظور کر لیا کیونکہ نسطاس رُومی اگرچہ بہت اچھا کارندہ تھا مگر کافر تھا۔ ایمان نہیں لاتا تھا۔ اُسی وقت آپ نے

Marfat.com

نسطاس رومی کو مع اُس کے تمام مال و اسباب کے طلب کیا اور اُمیہ کے حوالے کر دیا اور ایک مثقال سونا اپنے پاس سے دیا اور اِس طرح بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا پھر آپ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہوئے بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیے باہر تشریف لائے۔ اُمیہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھتا تھا اور ہنستا تھا اور اپنے مصاحبوں سے کہتا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تمام حجازِ عرب میں نہایت عقلمند جانتا تھا لیکن آج اِس معاملہ میں اُنہوں نے بہت بڑا بالیاقت غلام دیا اور کئی ہزار اشرفیاں دے کر ایک مفلس ونکما غلام لے لیا۔ میں تو بلال رضی اللہ عنہ جیسے غلام کو ایک پیسے کا بھی نہ خریدتا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُمیہ کی جب یہ باتیں سنیں تو وہیں ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اے اُمیہ! میں تجھ کو تمام حجازِ عرب میں دُنیا کے معاملات میں نہایت عقلمند جانتا تھا لیکن آج تو نے اِس معاملہ میں بہت بڑا دھوکا کھایا اور نسطاس رومی جیسے بے حقیقت غلام اور چند اشرفیوں کے بدلے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو میرے حوالے کر دیا۔ تُو یہ بھی نہ جان سکا یہ خریدار اس سودے کا کہاں تک کا گاہک ہے۔ تجھے خبر نہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ کیا چیز ہے اور اس کا مرتبہ کیا ہے! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی اگر تو بلال رضی اللہ عنہ کے بدلے میں یمن کی ساری سلطنت بھی مانگتا تو وہ بھی تھوڑی تھی میں تو اپنا مال و منال تجھے دے دیتا اور بلال رضی اللہ عنہ کو خرید لیتا مگر تو نے بلال رضی اللہ عنہ کی قیمت کچھ بھی نہ مانگی''۔

Marfat.com

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کو سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لائے۔ پھر جو کچھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جنابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ مبارک میں آ کر لیا سو لیا۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے:

''اُرِیْتُ الْجَنَّةَ وَسَمِعْتُ خَشْخَشَةً اَمَامِی فَاِذَا ھُوَ بِلَال''

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب شبِ معراج میں مجھے جنت دِکھائی گئی تو میں نے دیکھا کہ کوئی میرے آگے چل رہا ہے کہ اُس کی جوتیوں کی آواز میرے کان میں آتی ہے۔ پس کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہیں جو مجھ سے آگے آگے جنت میں چل رہے ہیں۔

دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت بلال رضی اللہ عنہ کی مشتاق ہے۔ حقیقت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ثابت ہو گیا یہ کہ:

''اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْجَنَّةَ لِمَنْ اَطَاعَہٗ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبَشِیًّا''

یعنی اللہ تعالیٰ نے جنت کو اپنے فرمانبردار بندے کے لیے پیدا کیا ہے۔ اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ غلام و مملوک کے لیے اطاعت باعثِ عزت ہے اور شریف و آزاد کے لیے نافرمانی باعثِ ذِلت ہے۔

آبرو وہ ہے جو ہو حشر کے دن او منعم
ہم کو دُنیا میں نہیں عزت و توقیر پسند

Marfat.com

آخرت کا سودا

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو اس قدر گراں قیمت پر خرید نے سے صرف اُمیہ نے ہی یہ خیال نہیں کیا تھا بلکہ اور بہت سے اہلِ کفر نے بھی یہ رائے ظاہر کی تھی کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو اس قیمت پر خرید کر نہایت نادانی کا ثبوت دیا ہے۔ اتنی قیمت میں تو کئی غلام مفید و کارآمد خریدے جاسکتے تھے اور اُن سے بہت کچھ دُنیا کا نفع کمایا جاسکتا تھا۔ چنانچہ اِن لوگوں کے جواب میں بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہی فرمایا کہ میں نے دُنیا کمانے کیلئے اِس غلام کو نہیں خریدا بلکہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول مقبول ﷺ کی خوشنودی کے لیے خریدا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں پارہ نمبر 30 سورۃ الّیل نازل ہوئی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں اور اسی سودے کے بارے میں ارشاد ہوا کہ

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿١٧﴾ الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿١٨﴾

ترجمہ: ''اور بچا لیا جائے گا اس سے وہ بڑا پرہیزگار۔ جو دیتا ہے اپنا مال پاکیزگی کی خاطر''۔

(پارہ 30، سورۃ الّیل، آیت نمبر 17 تا 18)

Marfat.com

یعنی قریب ہے کہ بچالیں گے ہم جہنم کی آگ سے اُس شخص کو کر دیتا ہے مال اپنا واسطے پاک کرنے نفس کے چنانچہ کفار نے کہا کہ کچھ حق بلال رضی اللہ عنہ کا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہوگا۔ جو اتنا مال اُس پر صرف کر کے اُسے خریدا پس آیت نازل ہوئی: ''وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓی'' یعنی اور نہ تھا کسی بشر کا (ابوبکر پر) حق نعمت کہ بدلہ دیا اُس کا (ابوبکر صدیق نے) مزید فرمایا: ''اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی'' یعنی مگر کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ کام واسطے رضائے الٰہی کے جو بلند و بالا ہے اور برتر ہے: ''وَلَسَوْفَ یَرْضٰی'' اور قریب ہے یہ کہ راضی ہوگا رب ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے۔ یعنی راضی تو اب بھی ہے مگر قیامت کے دِن اُس کا ظہور ہوگا۔

بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کی اذان

حضور آقائے نامدار جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب اِس دُنیا سے تشریف لے گئے تو حضرت بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ جو مسجد نبوی میں اذان دینے کی خدمت پر مامور تھے۔ مدینے کی گلیوں میں سے دیوانہ دار یہ کہتے ہوئے پھرتے تھے: کہ لوگو! اگر کسی نے میرے سردارِ باوقار صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں دیکھا ہو تو مجھے بتاؤ۔ میرے آقا نے مجھ سے پردہ کرلیا ہے۔ خدارا مجھے میرے آقا سے ملاؤ۔ کچھ دِنوں تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی یہ حالت رہی مگر اس غم واَلم کو وہ مدینے میں سہار نہ کر سکے اور وہاں سے ہجرت کر کے ملکِ شام

Marfat.com

کی طرف چلے گئے اور شہر حلب میں سکونت اختیار کر لی۔ مگر فراقِ رسول ﷺ کے مریض کو کہاں چین مل سکتا تھا۔ وہاں بھی عشقِ رسول ﷺ میں سرگرداں ہی رہتے تھے۔ اسی طرح تقریباً ایک سال گزر گیا تو ایک رات خواب میں دیکھا کہ روحی فدا جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ اے بلال رضی اللہ عنہ! تم نے ہم سے ملنا چھوڑ دیا اور کیا ہماری ملاقات سے تمہارا دِل سیر ہو گیا؟ اتنا سنا اور خواب میں ہی لبیک لبیک سیّدی کہتے ہوئے بیدار ہو گئے اور کہا۔ اے میرے آقا! غلام حاضر ہے اور اُسی وقت مدینہ طیبہ کی طرف چل کھڑے ہوئے اور رات دِن منزلیں طے کرتے ہوئے چلے جا رہے ہیں اور خیال یہ ہے کہ حضور ﷺ دوبارہ زندہ ہو کر مدینہ تشریف لے آئے ہیں اور مسجد نبوی میں رونق افروز ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اردگرد بیٹھے ہیں دِل میں یہی خیال ہے کہ جلد سے جلد پہنچیں اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر سکونِ قلب حاصل کریں چنانچہ جب مدینے پہنچے تو آپ سیدھے مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور ہر طرف دیوانہ دار حضور ﷺ کو تلاش کرنا شروع کیا۔ کبھی صحن کی طرف جاتے ہیں تو کبھی دالان کی طرف رُخ کرتے ہیں اور آنکھیں اپنے حبیب کی تلاش اور جستجو میں لگی ہوئی ہیں جب اپنے مدعا کو کہیں نہ پایا تو مزارِ اطہر کی طرف آئے اور وہاں کھڑے ہو کر زاروقطار روتے ہوئے عرض

Marfat.com

کیا کہ حضور! اس غلام کو حلب سے یہ کہہ کر بلایا کہ ہم سے مل جاؤ۔ پھر جب یہ غلام لبیک کہتا ہوا حاضرِ مدینہ ہوا تو حضور پردے میں چھپ گئے۔

نظم

اَب کہاں ڈھونڈے غلامِ سرمدی
اَب کہاں دیکھے جمالِ احمدی
اب زیارت ہو کہاں سرکار کی
اب کہاں دیکھوں تمہیں پیارے نبی
اب کہاں دیدارِ مُرسَل ہو مجھے
اب کہاں باتیں وہ حضرت سے کرے
قبرِ اطہر سے نہ جب آئی صدا
اور بھی فرقت سے سینہ شق ہوا
روتے روتے جن کو بس غش آ گیا
کتنا بے پروا ہے تو ربُّ العُلیٰ

بہت دیر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جب ہوش آیا تو لوگ مزارِ اطہر کے پاس سے اُٹھا کر باہر لائے۔ اس عرصہ میں مدینے میں بلال رضی اللہ عنہ کی آمد کی شہرت ہوگئی اور لوگ اُن کو دیکھنے کے لیے جمع ہونے لگے۔ سب کی یہی آرزو تھی کہ حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے ہیں

Marfat.com

چلو اُن سے ملیں اور درخواست کریں کہ ایک مرتبہ ہمیں اُسی انداز سے اذان سنا دیں جس طرح وہ حضور ﷺ کو سنایا کرتے تھے۔ چنانچہ اہلِ مدینہ نے اصرار کیا کہ ہمیں اذان سناؤ۔ مگر اُن کے جواب میں حضرتِ بلال حبشی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اَب اذان دینی میری طاقت سے باہر ہے۔ میں ہرگز اذان نہ دے سکوں گا۔ انتہائی اصرار کے باوجود آپ نے یہی کہا کہ اذان دینا اب میری طاقت سے باہر ہے اور آپ اذان کے لیے راضی نہ ہوئے۔

آخر اہلِ مدینہ نے آپس میں مشورہ کیا اور کہا کہ ہمارے کہنے سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کے لیے تیار نہ ہوں گے۔ ایسا کیا جائے کہ پیارے حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا جائے اور اُن سے کہا جائے کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان کی فرمائش کریں تو اُن کی بات کو یہ نہ ٹال سکیں گے چنانچہ اُسی وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگ پہنچے اور اُنہیں سب حالات سے اطلاع دی۔ وہ تشریف لائے اور بلال رضی اللہ عنہ سے اذان دینے کی فرمائش کی۔ بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں اُٹھا لیا اور کہا کہ تم میرے نبی ﷺ کے جگر گوشہ ہوں اور میں تو اسی گھر کا غلام ہوں جس طرح ارشاد ہو گا بلال رضی اللہ عنہ تعمیل حکم کرے گا۔ چنانچہ کہا اچھا اے حسین رضی اللہ عنہ مجھے لے چلو جہاں کہو گے وہیں کھڑے ہو کر اذان سنا دُوں گا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو لے چلے اور مسجد نبوی ﷺ کی چھت پر لے جا

Marfat.com

کر کھڑا کر دیا اور اب بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دینی شروع کی۔ پہلی ہی مرتبہ جو اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کی آواز گونجتی تو زمانۂ نبوت کی سی ایک لہر تمام مدینے میں پھیل گئی اور زمانہ نبوت کا ایک سماں بندھ گیا۔ ہر چھوٹا بڑا کام چھوڑ کر مسجد نبوی کی طرف دوڑ پڑا۔ حتیٰ کہ عورتیں بھی اپنی چادریں اوڑھ اور بچوں کو لیے ہوئے آ پہنچیں مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب اپنی اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُوْلُ اللّٰہ باٰوازِ بلند کہا ہی تھا کہ غش کھا کر گر پڑے اور دیر تک ہوش نہ آیا۔ اہلِ مدینہ کے قلب پر ایک حالت طاری ہوگئی۔

نظم

چیخ اُٹھی اُمتِ خیرالانام
روتے تھے اہلِ مدینہ سب تمام
بندھ رہی تھیں ہچکیاں مخلوق کی
جان کھوئے دے رہا تھا ہر کوئی
بندھ رہا تھا آپ ﷺ کا سارا سماں
خود نظر آتے تھے واں پیارے میاں ﷺ
ننھے بچے ماؤں سے کہنے لگے
کیا رسول اللہ ﷺ ہمارے آ گئے
ایک قیامت تھی مدینے میں بپا
جب محمد ﷺ نام آیا اے فتا

Marfat.com

آ گیا غش اُس مؤذن کو وہیں
اور اذاں بھی کر سکا پوری نہیں
ہوش جب آیا تو وہ روتے ہوئے
پھر حلب کی سمت ہجرت کر گئے

چنانچہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہوش آیا تو آپ نے اہلِ مدینہ سے معذرت کی اور کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ جب زمانہ نبوت میں اذان پڑھتا تھا تو جب بھی اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً ارَّسُوْلُ اللّٰہ کہتا تھا تو نگاہ اُٹھا کر دیکھ لیا کرتا تھا کہ یہ ہیں وہ نبی آخرالزمان اور امام الانبیاء جن کی میں شہادت دے رہا ہوں اب تم ہی بتاؤ کہ میں یہ جملہ کہتے ہوئے کسے دیکھوں اور اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو کہاں پاؤں۔ یہ کہا اور زاروقطار روتے ہوئے مدینہ طیبہ کی بستی سے باہر چلے گئے اور جنگلوں کی خاک چھانتے ہوئے عرصہ دراز کے بعد حلب پہنچ گئے۔

(الوعظ جلد 15، نمبر 4)

Marfat.com

حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت بغداد ۲۲۵ ہجری

وفات بغداد ۳۳۲ ہجری

اللہ کے نام کی لو

ابتداء میں آپ کا قاعدہ تھا کہ جو کوئی آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا آپ اُس کا منہ شکر سے بھرتے تھے اور بچوں کو اس لیے شکر بانٹا کرتے تھے کہ وہ آپ کے سامنے آ کر اللہ تعالیٰ کا نام لیں۔ اِس کے بعد آپ نے یہ طرز اختیار کیا جو کوئی آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا اُسے آپ روپے اور اشرفیاں دیتے چنانچہ آپ عرصہ تک ایسا ہی کرتے رہے اس کے بعد آپ کا یہ شیوہ ہوا کہ ننگی تلوار ہاتھ میں لیے پھرتے اور کہتے کہ جو میرے سامنے اللہ تعالیٰ کا نام لے گا میں اُس کا سر قلم کر دُوں گا۔ لوگوں نے ازراہِ تعجب دریافت کیا کہ اے شیخ شبلیؒ پہلے جو کوئی آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کا نام لیتا تھا تو آپ اُس کے منہ میں شکر بھرتے تھے۔ پھر روپے اور اشرفیاں

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا نام لینے والوں کو مدت تک دیتے رہے۔ اب یہ حالت ہے کہ ننگی تلوار لیے پھرتے ہو اور کہتے ہو کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لے گا میں اُس کا سر قلم کر دُور گا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ آپؒ نے فرمایا لوگو! شروع میں مجھے یہ خیال تھا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کا نام حقیقت اور معرفت کی راہ سے لیتے ہیں۔ میں اُن کی قدر کرتا تھا اور اُن کے منہ شکر سے بھرتا تھا لیکن اَب مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نام محض عادت اور غفلت سے لیتے ہیں اور میں اِس بات کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ لوگ عادت سے اُس کا نام لیں۔ پھر آپ کا قاعدہ یہ ہوا کہ جہاں کوئی آپ اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا دیکھتے آنکھوں سے لگاتے اور بوسے دیتے اور اس کی بیحد تعظیم کرتے۔ ایک مرتبہ آپ اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا دیکھ کر اُس سے اِسی طرح مشغول تھے کہ اتنے میں آسمان سے ندا آئی کہ اے شبلی! کب تک تُو ہمارے نام کا عاشق رہے گا اور کب تک اسمِ ذات سے محبت کرے گا؟ اب ہم سے عشق اور ہماری ذات سے تعلق پیدا کر! یہ سنتے ہی آپ کو ذِوق وشوق اور عشقِ الٰہی اس درجہ پیدا ہوا کہ اسی حالت میں آپ جا کر دریائے دجلہ میں کود پڑے جہاں دریا کی لہر کے نام حکم آیا کہ میرے عاشق کی حفاظت کر اور اسے عافیت کے ساتھ کنارے پر پہنچا! چنانچہ دریا کی لہر نے آپ کو زندہ سلامت کنارے پر پہنچا دیا۔ پھر آپ اُسی ذوق وشوق میں پھرتے ہوئے ایک جگہ آگ میں جا گرے وہاں بھی آپ کا بال بیکا نہ

Marfat.com

ہوا اور زندہ سلامت باہر نکل آئے۔ غرضیکہ اسی طرح آپ عشق و محبت میں درندوں سے بھرے جنگلوں میں پھرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ وائے ہے اُس شخص پر جس کو پانی نے ڈبویا نہ آگ نے جلایا نہ درندوں نے پھاڑا جس کے جواب میں آسمانی ندا اپنے کانوں سے یہ سنتے۔

نظم

اللہ کا مقتول جو ہو گا کوئی شبلیؒ
قتل اُس کو جہاں بھر میں کوئی شے نہ کریگی
دارین میں اللہ سے لو جس نے لگائی
اللہ کی مرضی فقط اِک اُس نے ہی پائی
ذاتِ صمدی دونوں جہاں ہیں ترے صدقے
قربان ترے نام کے ہر چیز ہے ہر شے

شبلیؒ کی دیوانگی

جب حضرت شیخ شبلیؒ کی حالت خدا کی محبت میں از خود رفتہ ہو گئی تو لوگوں نے آپ کو زنجیروں میں جکڑ دیا مگر آپکے جذبات نے جب بھی آپ کو سکون سے بیٹھنے نہ دیا، آخر کار قید میں بھیج دیئے گئے اور بعض لوگ آپ کی نسبت یہ کہنے لگے کہ شبلیؒ دیوانہ ہو گیا ہے۔ آپ اُن کے جواب میں کہتے تھے کہ قیامت میں معلوم ہو جائے گا کہ میں دیوانہ ہوا ہوں یا تم دیوانے ہو!

Marfat.com

کچھ لوگ آپ کے پاس قید خانہ میں ملنے کی غرض سے گئے۔ آپ نے اُن سے دریافت فرمایا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ ہم سب آپ کے معتقد اور آپ کے سچے دوست ہیں۔ یہ سن کر آپ نے پتھر اُٹھا اُٹھا کر اُنہیں مارنے شروع کیے لوگ بھاگنے لگے تو شیخ شبلیؒ فرماتے کیا ہیں:

دوست میرے حیف یہ کیسے ہو تم
بھاگتے ہو مجھ سے ایسے نوک دُم
تم اگر اُلفت میں سچے تھے میری
بھاگتے ہرگز نہ یوں سب کے سبھی
صبر کرتے تم مری تکلیف پر
میں سمجھتا دوست تم کو سر بسر

عاشقِ صادق کا دِل

کسی جگہ حضرت شیخ شبلیؒ اللہ اللہ کر رہے تھے۔ ایک درویش آیا اور آپ سے اُس نے کہا کہ اگر آپ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں تو بہت مناسب ہو۔ یہ سن کر شیخ شبلیؒ نے ایک نعرہ مارا اور فرمایا۔ میں ڈرتا ہوں کہ حرف لَآ پر میری جان نہ نکل جائے۔ درویش کے دِل پر اس فقرے کا ایسا اثر ہوا کہ وہ اُسی وقت جاں بحق تسلیم ہو گیا۔ اس واقعہ کی شہر میں شہرت ہوئی۔ درویش کے ورثا

Marfat.com

آئے اور شیخ شبلیؒ کو بادشاہ کے دربار میں پکڑ کر لے چلے۔ آپ اپنے وجد کے غلبوں میں مستانہ وار جھومتے دربار میں پکڑے ہوئے جا رہے تھے اور جب وہاں پہنچے اور درویش کے ورثاء نے بادشاہ کے رُوبرو درویش کے خون کا دعویٰ پیش کیا تو بادشاہ نے آپ سے دریافت کیا: شبلیؒ! یہ کیا کہتے ہیں؟

مست شبلی علیہ الرحمتہ جواب دیتے ہیں:

نظم

جا مِلا مطلوب سے طالب اگر
پھر ملانے والے کو کیا اس میں ڈر
وصل ہو گر عاشق و معشوق کا
دوسروں کا اس میں کیوں پھر دم چلا
ہو جسے دیدار بس اُس کے نصیب
آ ملے غفار بس اُس کے نصیب
ایک صاحبِ دل خدا سے جا ملا
اس کو بس مقصود حاصل ہو گیا
کیا خطا شبلی کی اس میں کیا خطا
میرے منہ سے لاَ نہیں وہ سن سکا

شبلی علیہ الرحمتہ کا یہ کلام سن کر بادشاہ نے اپنے وزیروں کو حکم دیا کہ اس مست کو میرے سامنے سے جلدی لے جاؤ! کیونکہ اس مست کے کلام

Marfat.com

سے مجھ پر ایک حالت طاری ہوا چاہتی ہے۔ اگر ذرا اس نے یہاں اور باتیں کیں تو واللہ میں بے ہوش ہو کر تخت سے نیچے گر جاؤں گا۔

نظم

اے گروہِ اولیاءؒ کیا دل ہوئے تم کو عطا
اِک شعلۂ عشقِ خدا جس میں پھڑکتا ہے پڑا
جس کسی کو دیکھنی ہو طورِ سینا کی بہار
وہ دِلوں کو بس تمہارے آن جھانکے ہونہار
وہ تجلّے ربّہٗ بیشک نظر آجائے گا!
سُرمہ سُرمہ ہو گا جس سے قالبِ خاکی فنا
عرش و کرسی کو نہ دیکھو دیکھ لو عاشق کا دِل
آگ جس میں سوزِ وحدت کی ہے ہر دم مشتعل
جس کی موسیٰ کو نہیں تاب و تواں اے دوستو!
اُس سے مملوُ پاؤ گے تم ہر ولی کے قلب کو
جس کی گنجائش نہیں چودہ طبق میں اے فتا
جھانک کر دیکھا، ولی کا دِل تو بس وہ اس میں تھا
کچھ تو تُو بھی لے سبق اسحٰق اہلُ اللہ سے
کچھ تو تُو بھی صاف کر دِل کو خدا کے واسطے

Marfat.com

چند اہم اقوال

۱۔ حضرت شیخ شبلیؒ نے اپنے ایک مصری مُرید سے فرمایا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تو میرے پاس آئے اور اس عرصے میں تیرے دِل میں سوائے حق تعالیٰ کے کوئی دوسرا خیال گزرے تو سمجھ لے کہ ابھی دُنیا کی طلب تیرے دِل میں باقی ہے اور دُنیا کا طلب گار آخرت کے لیے کیا کما سکتا ہے۔ دُنیا میں جتنے دِن جیو آخرت کے لیے کھیتی کرو۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةَ۔ آپ نے فرمایا حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ

ترجمہ: ''جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کو اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے''۔

(پارہ 25۔ سورۃ الشوریٰ۔ آیت نمبر 20)

۲۔ آپؒ فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں کسی دِن اللہ تعالیٰ کے لیے بھوکا بیٹھا ہوں اور حق تعالیٰ نے میرے قلب میں حکمت و عبرت کا نور داخل نہ کیا ہو۔ آپؒ فرماتے ہیں حضرتِ محمد صلی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ پاک ہے کہ بہت سیر ہو کر نہ کھایا کرو ایسا نہ ہو کہ تمہاری پُرخوری کی وجہ سے نورِ معرفت کا چراغ تمہارے دِل میں گُل ہو جائے۔

۳۔ حضرت انبازیؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرتِ شبلیؒ کی خدمت میں ایک ریشمی چادر اوڑھ کر گیا۔ تو دیکھا کہ وہ ایک عمدہ ٹوپی اوڑھے ہوئے بیٹھے ہیں میں نے اپنے دِل میں کہا کہ یہ ٹوپی تو میرے لباس کے قابل ہے اگر شیخ یہ ٹوپی مجھے عنایت کر دیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ مجھے یہ خیال آیا ہی تھا کہ شیخ نے کہا کہ اپنی چادر مجھے دے۔ میں نے وہ چادر فوراً شیخ کے حوالے کی۔ شیخ نے میری چادر اور اپنی ٹوپی دونوں کو فوراً آگ میں ڈال دیا اور فرمایا کہ دیدارِ الٰہی کے سِوا کوئی دوسری آرزو دل میں رکھنے کے لائق نہیں ہے۔

وے کز غیرِ اُو اندیشہ دارد
مگس جائے پری در شیشہ دارد

۴۔ ایک شخص نے 2 درہم کا جوتا خریدا اور پہن کر حضرت شیخ شبلیؒ کی خدمت میں پہنچا اور دریافت کیا کہ اے شیخ محبتِ الٰہی کیا چیز ہے اور کیونکر حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا کہ جو شخص 2 درہم کا جوتا پہنتا ہے اور نفس کی خواہشوں پر ریجھ رہا ہے اور لذتِ خودی میں بے خود ہو رہا ہے۔ اُس کو خدا اور محبت خدا سے کیا سروکار ہے۔

Marfat.com

بعدِ مُردن

۱۔ حضرت شبلیؒ کو اُن کی وفات کے بعد کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ فرمایئے۔ منکر ونکیر کے ساتھ کیسی گزری؟ آپ نے جواب دیا کہ جب وہ میرے پاس آئے اور اُنہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ بتا تیرا رب کون ہے؟ تو میں نے جواب میں کہا کہ میرا رب وہی ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور پھر جماعتِ ملائکہ کو حکم دیا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔ یعنی سجدہ کرو آدم کو تو پھر فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ۔ یعنی سجدہ کیا سب ملائکہ نے مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کی اور فرمایا شبلیؒ نے کہ میں اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا۔ اِس پر نکیرین بولے کہ اس نے تو تمام اولادِ آدم کی طرف سے جواب دے دیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔

۲۔ ایک اور بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ کیا گزری؟ آپ نے بتایا کہ اس بات پر سوال ہو گیا کہ میں دُنیا میں کہا کرتا تھا کہ اِس سے بڑھ کر کوئی نقصان نہیں ہے کہ انسان جنت کا حقدار نہ ہو اور دوزخ میں بھیج دیا جائے تو فرمایا کہ سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم رہ جائے۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ

جنات کے باغ میں

حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں ایک قافلے کے ساتھ حج کیلئے جاتا تھا۔ راستے میں مجھ پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ جس میں تنہائی کی ضرورت ہوئی (یہ حالت ایک مقامِ ولایت ہے کہ جس سے اکثر اولیاء اللہ ہو کر گزرتے ہیں) چنانچہ فرماتے ہیں کہ میں نے قافلہ کو چھوڑ دیا اور دوسری راہ ہولیا اور تین دِن تک راستہ طے کرتا رہا۔ کھانے پینے کا خیال تک دِل میں نہیں آیا۔ تیسرے دِن ایک مقام پر پہنچا جہاں ایک سرسبز باغ تھا۔ اُس باغ کے درخت ہر قسم کے میووں سے جھکے جا رہے تھے اور باغ کے بیچوں بیچ ایک صاف شفاف چشمہ بہہ رہا تھا۔ میں نے اپنے دِل میں خیال کیا کہ شاید یہ جنت کا ایک باغیچہ ہے جسے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے دُنیا میں مجھے دِکھایا ہے۔

میں اِسی سوچ میں تھا کہ میں نے کچھ لوگوں کو اپنی طرف آتے دیکھا یہ لوگ نہایت قیمتی لباس پہنے ہوئے تھے۔ یہ سب میرے قریب پہنچے اور میرے چاروں طرف کھڑے ہو گئے۔ میں نے سلام علیک کی اُنہوں نے جواب دیا۔ پھر میں نے اُن سے دریافت کیا کہ آپ کون لوگ ہیں اور یہ کیا جگہ ہے؟ ایک شخص نے جواب دیا کہ ہم اُس قومِ جنات میں سے ہیں جنہوں نے جنابِ خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرآن مجید سنا تھا۔ جس کا قصہ سورۂ جن میں مذکور ہے:

فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ یَّهْدِیْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾

ترجمہ: ”سو کہا اُنہوں نے: بلاشبہ ہم نے سنا ہے ایک قرآن بڑا عجیب۔ جو رہنمائی کرتا ہے راہِ راست کی طرف اس لیے ہم ایمان لے آئے ہیں اس پر اور ہرگز نہ شریک بنائیں گے ہم (اب) اپنے رب کے ساتھ کسی کو“۔

(پارہ 29، سورۃ الجن، آیت نمبر 1 تا 2)

Marfat.com

یعنی اُنھوں نے کہا کہ ہم نے ایک کلام سنا جو نجات کی طرف بلاتا ہے جس پر ہم ایمان لائے اور اب ہم اپنے خدائے واحد کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

اُن جنات نے جو اُس وقت بصورت انسان کھڑے تھے۔ حضرت ابراہیم خواصؒ سے کہا کہ آج کل ہم میں ایک مسئلہ پر کچھ اختلاف ہو رہا ہے اگر آپ فیصلہ کر دیں تو بہتر ہے، چنانچہ میں نے اُن کی بات سنی اور شریعت کا حکم اُن کو بتا دیا۔ پھر میں نے اُن سے دریافت کیا کہ اس جگہ سے میرے قافلہ کا کتنا فاصلہ ہے؟ تو وہ ہنس کر کہنے لگے کہ اے ابراہیم خواصؒ! خدا کے کارخانے عجیب ہیں۔ جس جگہ آپؒ آئے بیٹھے ہیں۔ اس جگہ اَب سے پہلے کوئی انسان نہیں آیا ہے۔ البتہ صرف ایک شخص تم سے پہلے یہاں آیا تھا جس نے یہیں انتقال کیا اور یہیں اُس کی قبر بنی ہوئی ہے۔ ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ میں اُس شخص کی قبر پر گیا تو دیکھا کہ قبر کے سرہانے ایک تختہ نرگس کے پودوں کا کِھلا ہوا ہے اور اُس کی قبر پر قلمِ قدرت سے لکھا ہوا ہے کہ یہ قبر اللہ تعالیٰ کے پیارے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک شہید کی ہے اور یہی فقرے نرگس کے ہر پتے پر لکھے ہوئے ہیں۔

پھر ان جنات نے مجھے بتایا کہ اس وقت تمہارا قافلہ یہاں سے کئی مہینے کی راہ ہے۔ یکایک مجھے غنودگی آ گئی۔ جب میں بیدار ہوا تو میں نے

Marfat.com

اپنے آپ کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ اقدس کے قریب بیٹھا ہوا پایا اور دیکھا کہ کچھ پھول جنات کے باغ کے میرے دامن میں بندھے ہوئے ہیں۔ یہ پھول میرے پاس کئی دن تک رہے مگر ان کی تروتازگی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ پھر ایک دِن وہ پھول یک بیک میرے پاس سے غائب ہو گئے۔

قرآن مجید کی تعلیم نے جنات وانسان کو دولتِ ایمان اور توحیدِ الٰہی سے مالا مال کیا اور دُنیا کی مشکلات کو یک قلم آسان کر دیا۔ کلامِ الٰہی ہی انسان و جنات کا صحیح رہنما ہے۔

نظم

رہنمائی کس نے کی یہ تیرے ساتھ
بات ایسی کیونکہ آئی تیرے ہاتھ
کونسا وہ رہبرِ کامل ملا
جس نے اِس رستے پہ تجھ کو کر دیا
ہے یہ بس قرآن میں ایسا کمال
وہ ہی سکھلاتا ہے سب کو ایسی چال
یہ لگائے جس کو سیدھی راہ پر
ڈگمگائے کیوں بھلا پھر وہ بشر

Marfat.com

سانپوں کے جنگل میں

حضرت حامد اسود رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابراہیم خواصؒ کے ساتھ سفر میں تھا۔ اتفاقاً ہم ایسے جنگل میں پہنچے جہاں سانپوں کی بہت کثرت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت یہاں سے جلد نکل جانا چاہئے ایسا نہ ہو کہ رات ہو جائے اور ہم سانپوں میں گھر جائیں۔ تو پھر ان سے جان بچانی دُشوار ہو جائے گی۔ حضرت ابراہیم خواصؒ نے میری یہ بات سنتے ہی بستر کر دیا۔ میں سخت پریشان ہوا مگر مجبور تھا۔ جب رات ہو گئی تو سانپوں نے ہمیں آن گھیرا۔ مجھے ڈر محسوس ہوا اور میرے منہ سے نکلا۔ سانپ! سانپ! حضرت ابراہیم خواصؒ نے مجھ سے کہا کہ چپ رہ! اور یادِ خدا میں مشغول ہو جا چنانچہ میں نے قلب کو یکسو کیا اور یادِ خدا میں مشغول ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ جوں جوں ہم ذِکر اللہ میں غرق ہوتے گئے۔ سانپ بھاگنے شروع ہو گئے، پھر میں نیند کے غلبہ کی وجہ سے غافل ہو گیا۔ تو پھر سانپوں نے آ گھیرا تو مجھے پھر خوف محسوس ہوا۔ تب حضرت ابراہیم خواصؒ نے مجھے جھڑک کر کہا کہ ذِکر اللہ کیوں نہیں کرتا۔ پھر میں نے ذِکر الٰہی شروع کر دیا۔ سانپ پھر وہاں سے غائب ہو گئے۔ جب صبح ہوئی اور ہم نمازِ فجر سے فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ جہاں شیخ کی جانماز بچھی ہوئی تھی وہاں ایک بہت بڑا سانپ بیٹھا ہے۔ میں نے حیران

Marfat.com

ہو کر کہا کہ اے شیخ! یہ کیا بات ہے؟

حضرت ابراہیم خواصؒ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ میں نام لکھانا چاہتا ہے اور ابھی تک لڑکپن تیرے اندر موجود ہے۔ کیا تو اس بات پر غور نہیں کرتا ہے کہ ہم رات بھر سینکڑوں سانپوں کے بیچ میں بیٹھے رہے اور اللہ ربُّ العزت کے فضل و کرم سے ہم اُن کی ایذا رسانی سے محفوظ رہے کیا یہ ذِکر و شغل کا نتیجہ نہیں ہے۔ کیا یہ تلاوتِ قرآن پاک کی برکت نہیں ہے۔

دیو بگریزد ازاں قوم کہ قراں خواند

انار کی خواہش اور ایک سبق

حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک پہاڑ پر گیا تو دیکھا کہ وہاں انار کے درخت بکثرت ہیں اور لاتعداد انار اُن میں لگے ہیں۔ میرے نفس نے خواہش کی کہ ایک انار توڑ کر کھاؤں چنانچہ میں نے ایک انار توڑ کر کھایا تو وہ بہت کھٹا تھا۔ اُسے پھینک دیا اور اِس ارادہ سے اور آگے بڑھا کہ اور انار توڑوں شاید وہ میٹھا ہو۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک شخص زمین پر پڑا ہے اور ہزاروں شہد کی مکھیاں اُسے لپٹ رہی ہیں اور اس شخص کو کاٹ کاٹ کر سُجا دیا اور زخمی کر دیا ہے۔ میں نے اُسے سلام علیک کی۔ اُس نے جواب میں کہا وعلیکم السلام اے ابراہیم! میں نے حیران ہو کر دریافت کیا کہ تم نے میرا نام کیسے جانا؟ اُس شخص نے جواب دیا کہ جو خدا کو پہچانتا ہے

Marfat.com

تو پھر خدائے تعالیٰ اُس بندے کو جس چیز سے چاہتا ہے آگاہ کر دیتا ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ جب تم اتنے خدارسیدہ ہو تو خدائے تعالیٰ سے دُعا کیوں نہیں کرتے کہ وہ تمہیں ان مکھیوں کی مصیبت سے نجات دے۔ یہ سن کر اُس شخص نے فوراً کہا کہ تُو بھی تو اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ پھر دُعا کیوں نہیں کرتا کہ خدائے تعالیٰ تیرے نفس سے انار کی خواہش کو دُور کر دے۔ یاد رکھ کہ اِن مکھیوں کے کاٹے کے زخم کی تکلیف اِس دُنیا تک محدود ہے مگر انار کی خواہش کا زخم تجھے اُس جہاں میں ستائے گا۔

حضرتِ خضر علیہ السلام کا ساتھ

حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں سرگرداں تھا کہ میری ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی اور میں اُن کے ساتھ ہو لیا اور اُنہوں نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا پھر میرے دِل میں خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا دِل اِن پر تکیہ کر بیٹھے اور مطمئن ہو جائے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا کمزور پڑ جائے چنانچہ میں نے ان سے رُخصت ہونے کی اجازت چاہی اور الگ ہو گیا۔

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ط

ترجمہ: ''اور جو بھروسہ کرے اللہ پر سو وہ اس کے لیے کافی ہے''۔

(پارہ 28، سورۃ الطلاق، آیت نمبر 3)

Marfat.com

اُس پہ تکیہ ہو تو توکل اُس پہ ہو
سب ارادے اپنے اُس پر سونپ دو
مشکلیں آسان ہو جائیں گی سب
اور تمنائیں بھی بر آئیں گی سب
پھر توکل کی اگر کوشش کرو
تم ہی تم بس ایک پھر دِکھلائی دو

....

جُز توکّل جز کہ تسلیمِ تمام
اورغم و راحت ہمہ مکراست دوام

نزولِ خوانِ نعمت

حضرت ابو اسحاق ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز ایک جنگل میں سے گزر رہا تھا تو کچھ فاصلہ پر میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ میری طرف آ رہا ہے۔ میں نے اُس کی طرف کوئی التفات نہیں کیا تو اُس نے مجھے آواز دی اور میرے قریب پہنچ کر مجھے سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں چند روز آپ کے ساتھ رہوں۔ میں نے اُس شخص سے دریافت کیا کہ تیرا مذہب کیا ہے؟ اُس نے بتایا کہ میں آتش پرست ہوں۔ میں نے اُس آتش پرست سے کہا۔ جہاں میں جا رہا ہوں وہاں تو نہیں پہنچ سکتا اور اُس طرف کا راستہ تجھے مل ہی نہیں سکتا۔ اس کے جواب

Marfat.com

میں اُس جوان آتش پرست نے کہا کہ راستے پر ڈالنے والی تو خدا کی ذات ہے جو آپ کو راستہ دِکھا سکتا ہے وہی مجھ کو بھی راستہ دِکھائے گا۔ میں خاموش ہو گیا اور اُس کو اپنے ساتھ لے لیا۔ چنانچہ ایک ہفتہ تک میں اور وہ دونوں جنگل میں پھرتے رہے اور ہمیں کھانے پینے کو کچھ نہ مل سکا۔ آخر آٹھویں روز اُس نے مجھ سے کہا کہ اے اللہ کے نیک بندے تو اپنے اللہ سے کچھ مانگ کیونکہ میں تو اب بھوک کی شدت کی وجہ سے بیتاب ہو رہا ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور عرض کیا کہ اے زمین و آسمان کے مالک کیا تُو مجھے اِس آتش پرست کے سامنے شرمندہ کرے گا؟ فرماتے ہیں کہ ابھی میری دُعا ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک خوان غیب سے ہمارے سامنے آیا۔ جس میں تازی روٹیاں اور بھنی ہوئی مچھلیاں تازے خُرمے اور ٹھنڈا پانی تھا۔ ہم دونوں نے ساتھ بیٹھ کر سیر ہو کر کھایا اور پھر سات دِن تک فاقہ کشی میں سفر کرتے رہے۔ اب جب آٹھواں دن ہوا تو میں نے اُس آتش پرست سے کہا کہ اب تو بھی اپنا کمال دِکھا چنانچہ وہ ایک طرف ہو بیٹھا اور چپکے چپکے کچھ پڑھنے لگا۔ ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میرے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ اُسی طرح کا ایک خوان آموجود ہوا جس میں وہی سب چیزیں موجود تھیں۔ پھر اُس شخص نے مجھ سے کہا کہ آیئے ہم اور آپ مل کر کھائیں۔ مجھے تو اس واقعہ نے پہلے ہی حیرانی میں ڈال دیا تھا مگر جب اس نے کھانے

Marfat.com

کو کہا تو مجھے بڑی ہی شرمندگی ہوئی چنانچہ میں نے اُسے جواب دیا کہ تم کھاؤ میں اس وقت نہ کھاؤں گا۔ اِس پر اُس نے مجھ سے کہا کہ اے شیخ! کیا آپ کو اپنے رب کی قدرت میں کوئی شک ہے۔ کیا قرآن مجید میں نہیں آیا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۰﴾

ترجمہ: ''یقیناً اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے''۔

(پارہ 1، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 20)

آپ تشویش نہ کریں کھانا کھائیں پھر میں آپ کو دو خوشخبریاں سناؤں گا۔ اوّل تو یہ کہ آپ مجھے کلمۂ شہادت پڑھا کر مسلمان کریں اور پھر اس واقعہ کی حقیقت کو سمجھ لیں۔ اُس آتش پرست نے بیان کیا کہ جناب آپ نے مجھے اپنا کمال دِکھانے کا حکم دیا تو میں نے بدرگاہِ قاضی الحاجات دُعا کی کہ اے اللہ شیخ کے سامنے میری آبرو رکھ لینا اور شرمندہ نہ کرنا اور یہ بھی میں نے آپ سے ہی سنا تھا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ

ترجمہ: ''جواب دیتا ہوں میں پکارنے والی کی پکار کا جب پکارتا ہے وہ مجھے''۔

(پارہ 2، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 186)

چنانچہ یہ جو کچھ ظاہر ہوا۔ سب اللہ تعالیٰ کا ہی فضل و کرم تھا۔ اس

Marfat.com

میں میرا کیا کمال ہے۔

حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ پھر ہم دونوں نے کھانا کھایا اور مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر اس جوانِ صالح نے مکہ معظّمہ کی مجاوری اختیار کر لی۔ حق تعالیٰ نے اُس پر اپنا فضل و کرم فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دینا چاہے تو پھر اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ یعنی

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ط

ترجمہ: ''اور جس کو ہدایت دے اللہ تو نہیں ہے اسے کوئی بھٹکانے والا''۔

(پارہ 24، سورۃ الزمر، آیت نمبر 37)

حضرت ابراہیم خواصؒ کے چند اقوال

حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ

۱۔ کہ صرف کتابی علم سے انسان عالم نہیں ہوتا بلکہ حقیقت میں عالم وہ ہے جس کا عمل بھی فہم کی مطابقت میں ہو۔ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرے۔ سنتِ نبوی پر عمل پیرا ہو اور خوشنودئ باری تعالیٰ کے لیے سرگرم عمل رہے۔ خواہ اُس کا علم تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ علم پر عمل ان دو باتوں میں مضمر ہے۔ اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کی تکلیف تجھے نہیں دی تو اُس میں اپنے آپ کو تکلیف میں نہ

Marfat.com

ڈالے دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو تجھ پر فرض و لازم کیا ہے اُس میں کوتاہی نہ کرے۔

۳۔ جو شخص معرفتِ الٰہی کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے اُسے آرام حاصل ہوتا ہے، تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ آخرِ کار سخت بلا میں مبتلا کر دیتا ہے۔ البتہ جب وہ اپنی اُس غلط روی سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے بلاؤں کو دُور کر دیتا ہے اور اگر تائب نہ ہو تو پھر اسے طامع (لالچی) بنا دیتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ اُسے دُنیا ہی ملتی ہے اور نہ آخرت۔

خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ط

ترجمہ: ”گنوا دِی اُس نے دُنیا بھی اور آخرت بھی“۔

(پارہ 17، سورۃ الحج، آیت نمبر 11)

۴۔ حقیقت میں متوکل وہ شخص ہے جس کے توکل کا اثر دوسروں پر پڑے اور اُس کے پاس بیٹھنے والا بھی متوکل ہو جائے۔

۵۔ قرآن مجید اور حدیثِ رسول ﷺ کے مطابق عمل کرنے میں حقیقی بندگی ہے اور اس بندگی میں مضبوطی اور استقلال کا دوسرا نام صبر ہے۔

Marfat.com

۶۔ فرمایا کہ دِل کی دوا پانچ چیزوں میں ہے:

(۱) قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور اس میں غور وفکر کرنا

(۲) پیٹ بھر کر کھانا نہ کھانا

(۳) رات کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں قیام کرنا

(۴) صبح ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کی حضور میں دُعا اور گریہ وزاری کرنا

(۵) نیکوں اور صالحوں کی صحبت اختیار کرنا

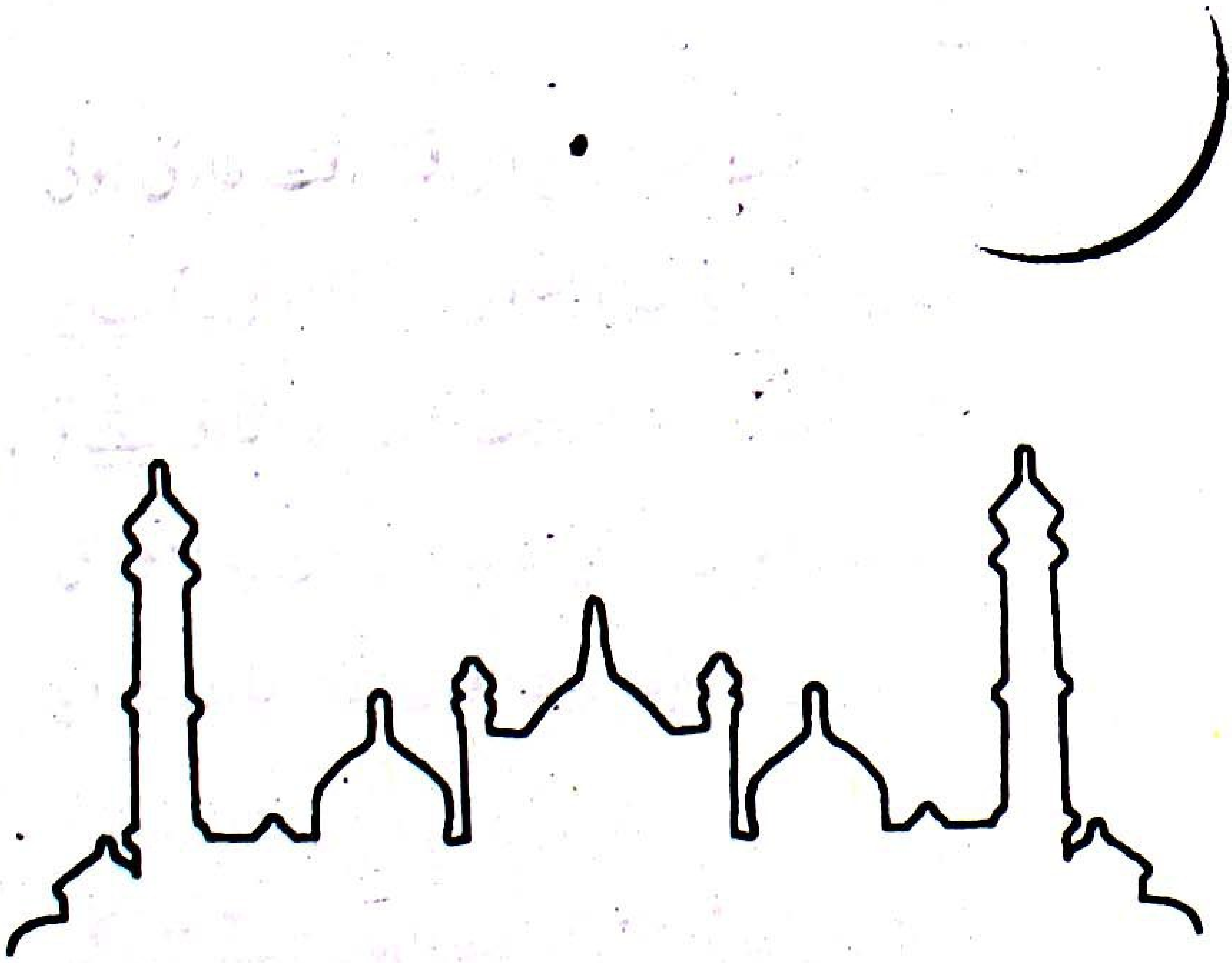

Marfat.com

ابن ہارون رشید

زید کی ایک دیوار گر پڑی۔ زید کہتے ہیں کہ اس خیال سے کہ کسی مزدور کو لا کر اپنی دیوار بنوالوں۔ میں مزدوروں کے چوک پر گیا۔ وہاں پہنچا تو دیکھا کہ اُس روز کوئی مزدور چوک پر نہیں ہے۔ صرف ایک شخص مسکین غریب سا چپکا بیٹھا ہے میں نے اُس سے دریافت کیا کہ میاں یہاں مزدور بیٹھا کرتے تھے آج کیا سبب ہے جو یہاں ایک بھی مزدور نہیں ہے۔ اُس مسکین نے جواب میں کہا کہ سب کی مزدوری لگ گئی۔ وہ سب اپنے اپنے کام پر چلے گئے۔ صرف میں رہ گیا ہوں۔ یہ سن کر زید نے کہا کہ اچھا تو تم میرے ساتھ چلو۔ میری ایک دیوار گر پڑی ہے اُسے بنا دو۔ جو کچھ تمہاری مزدوری ہوگی وہ دے دوں گا۔ اُس غریب مسکین شخص نے کہا۔ بہت اچھا میں آپ کی دیوار بنا دوں گا مگر میری شرطیں پوری کرنے کا وعدہ کرو۔ اس

Marfat.com

پر زید نے کہا کہ وہ شرطیں بیان کرو۔ تو میں کچھ فیصلہ کرسکوں۔ اُس غریب مسکین نے کہا کہ پہلی شرط تو یہ ہے کہ ہمارے تمہارے درمیان جو کچھ مزدوری طے ہو جائے اُس میں ذرا کمی بیشی نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ ہماری طاقت سے زیادہ کام ہم سے نہ لینا۔ تیسرے یہ کہ نماز کیلئے ہم کو پہلے ہی سے اجازت دے دو۔

یہ سن کر زید نے کہا کہ اے جوان صالح! مجھے تمہاری یہ تینوں شرطیں منظور ہیں۔ میں طے شدہ مزدوری میں ہرگز کمی بیشی نہ کروں گا اور میں تمہاری طاقت سے زیادہ کام بھی نہ لوں گا۔ میں تم کو نماز پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں۔

زید کہتے ہیں کہ میں اُس مزدور کو اپنے گھر لے آیا اور وہ ٹوٹی ہوئی دیوار اُس کو دِکھائی۔ وہ نیک سیرت جوان کمر باندھ کر دیوار بنانے میں مصروف ہو گیا اور میں اپنے کام کو چلا گیا۔ جب شام کو گھر واپس آیا تو دیکھا کہ وہ دیوار جو چار آدمیوں سے چار دِن میں تیار ہوتی۔ بالکل تیار کھڑی ہے۔ یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا اور ڈرنے لگا کہ یہ انسان نہیں ہے بلکہ کوئی جن ہے یا فرشتہ ہے۔ جب میں نے اپنے کام کو مکمل پایا تو میں نے چاہا کہ اُس کو دوگنی مزدوری دے دوں مگر وہ جوان صالح پہلے ہی یہ عہد لے چکا تھا کہ مزدوری میں کمی بیشی نہیں کروں گا چنانچہ مقررہ مزدوری اُس مزدور کے

Marfat.com

حوالے کی۔

دوسرے دِن میرا دِل چاہا کہ اس جوان صالح سے ملاقات کروں۔ اِس خیال سے میں مزدور کے چوک پر پہنچا۔ مگر دیکھا کہ اور بہت سے مزدور بیٹھے ہیں مگر وہ شخص نہیں ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ ہر طرف نظر دوڑائی مگر وہ دِکھائی نہ دیا آخر مجبور ہو کر میں نے دوسرے مزدوروں سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایسی شکل وصورت کے یہاں مزدوری کیلئے آ کر بیٹھتے تھے۔ کل میں نے اُن سے کام بھی لیا تھا۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ وہ کہاں ہیں۔ اُن مزدوروں نے جواب دیا کہ جناب وہ تو عجیب آدمی ہیں۔ ہر روز مزدوری کیلئے کبھی آتے ہی نہیں۔ آٹھ دِن میں صرف ایک دن آتے ہیں اور سات دِن تک وہی ایک دِن کی مزدوری کھاتے ہیں۔ زید کہتے ہیں کہ یہ سن کر تو مجھے ان کی ملاقات کی اور بھی زیادہ جستجو و تلاش ہوئی۔ سارا شہر چھان مارا۔ گلی گلی اور کوچہ کوچہ دیکھتا پھرا۔ آخر ؎

نظم

وہ کرتا ہے بندوں کی حاجت روا
بر آیا ہمارا بھی یہ مدعا
بڑے شوق سے جن کی تھی جستجو
زیارت کو اُن کی پھرا کُو بہ کُو!

Marfat.com

ایک جگہ سے معلوم ہوا کہ وہ شہر میں نہیں رہتے بلکہ شہر کے باہر جو فلاں کھنڈر پڑا ہوا ہے۔ اُس میں عبادتِ الٰہی کیا کرتے ہیں۔ زید کہتے ہیں کہ میں فوراً وہاں پہنچا تو دیکھا کہ واقعی ایک ٹوٹے ہوئے کھنڈر میں بیکسی اور تنہائی کے عالم میں کوری زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور سخت بیمار ہیں اور کرب و بے چینی میں تڑپ رہے ہیں۔ مجھے اُن کی یہ حالت دیکھ کر رونا آ گیا اور اُن کی بیکسی پر ترس آیا تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ اس مفلسی اور بیکسی کے علاوہ غریب الوطن اور مسافر بھی ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلیں اور اس جنگل میں اکیلے نہ پڑے رہیں۔

نظم

نہ ہمدمے، نہ رفیقے، نہ مونسِ غمخوار
مکاں بھی ایسا کہ جس کے نہیں در و دیوار
یہ بیکسی تری افسوس یہ تری غربت
یہ تیرا حسن و جمال و ترا یہ حالِ زار
کسی کے عشق میں شاید کہ یہ لیا ہے جوگ
کسی کے ہجر میں یہ نوجوان ہے اک بیمار
کسی کے عشق کی آتش زنی ہے سینے میں
کسی کے ہجر میں جاتا رہا ہے صبر و قرار

Marfat.com

کسی کے عشق کا سودا ہوا ہے اس سر میں
کسی کا تیرِ جدائی ہوا جگر کے پار
کسی کی چاہ محبت میں غوطہ زن ہے دل
کسی شرابِ محبت سے ہو گیا سرشار
وہ ذات وہ ہے کہ جس کا جہان طالب ہے
ہوا قبول جو اسحاقؔ اُس کا بیڑا پار

جب زید نے اُس مسکین و بیکس اور بیمار سے. اپنے گھر چلنے کی درخواست کی تو اُس جوان صالح نے کہا کہ ایک شرط سے میں تمہارے مکان پر چل سکتا ہوں وہ یہ کہ مجھے کچھ کھلانے پلانے کا اصرار نہ کرنا۔ میں نے اقرار کرلیا اور یہاں تک کہہ دیا کہ جو کچھ آپ کا حکم ہو گا بجا لاؤں گا۔ چنانچہ میں اُن کو اپنے مکان پر لے آیا مگر اُن کی یہ کیفیت رہی کہ تین روز تک اُنہوں نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ جب چوتھا روز ہوا تو اُس جوانِ صالح نے مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اے شخص! میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ میں تم کو چند وصیتیں کرتا ہوں، اُن کو بخوبی پورا کرنا۔

میں جب مر جاؤں تو میرے گلے میں ایک رسی باندھنا اور زمین پر گھسیٹنا اور یہ کہنا کہ جو کوئی مالکِ حقیقی کی نافرمانی کرے گا۔ اُس کا یہی حال ہو گا۔ ایسا کرنے سے شاید رحمتِ الٰہی جوش میں آ جائے اور میری مغفرت

Marfat.com

ہو جائے۔ اس کے بعد مجھے انہی کپڑوں میں جو میں پہنے ہوئے ہوں دفن کر دینا۔ پھر تم یہ کرنا کہ اِس ملک کا جو بادشاہ ہے۔ اُس کے پاس جانا اور میری مہر کی انگوٹھی اور یہ میری جمائل اُس کے حوالے کر دینا اور یہ کہنا کہ

ذرا خوابِ غفلت سے ہشیار ہو
نہ غافل ہو اتنا خبردار ہو

اور کہنا کہ دیکھ دُنیا کی ثروت ایک خواب و خیال ہے۔ اِس ملک و مال کو وبالِ جان سمجھو۔ ایسا نہ ہو کہ یکا یک موت آ جائے اور یہ سارا سامان یہاں کا یہیں رہ جائے۔ اُس وقت کوئی تدبیر کام نہ آئے گی۔ پس یہ وصیت کر کے وہ صالح مسکین جاں بحق ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

زید کہتے ہیں کہ یہ حادثہ پیش آنے سے مجھے اس درجہ صدمہ ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ پھر میں نے اُن کو انہیں کپڑوں میں کفنایا اور چاہا کہ اُن کی وصیت کے موافق گلے میں رسی باندھ کر زمین پر کھینچتا پھروں کہ یکا یک ایک آواز آئی۔

نظم

نہ دے تکلیف تُو میرے ولی کو
ذرا تو دیکھ! اس کی بیکسی کو

Marfat.com

اگر اِس کو ذرا تکلیف پہنچی!!
تو اے بندے مجھے تکلیف ہو گی
نہ کر توہین تُو میرے ولی کی
کہ اِس کی اور میری دوستی تھی
وہی ہے آج میرا خاص بندا
کہ جس کے دِل میں ہو گا عشق میرا
میری اُلفت میں اِس نے جان دی ہے
میرا بندہ ہے یہ میرا ولی ہے

زید کہتے ہیں کہ میں یہ ندائے غیبی سن کر متعجب ہوا اور اپنے ارادے سے باز آ گیا پھر میں نے پوری تعظیم وتکریم کے ساتھ اُنہیں دفن کیا اور دفن سے فارغ ہو کر بادشاہِ وقت سے ملاقات اور نیز مرحوم کی امانت قرآن مجید اور انگوٹھی پہنچا دینے کی جستجو میں نکلا اور بدقت تمام بادشاہِ وقت یعنی ہارون رشید کے دربار میں پہنچا۔ جب میری پیشی ہوئی تو خلیفہ ہارون رشید نے مجھ سے دریافت کیا کہ اے شخص تو کون ہے؟ اور کیا چاہتا ہے؟

زید کہتے ہیں کہ میں نے عرض کرنا شروع کیا کہ:

''میں آپ کی رعیت میں سے ہوں اور فلاں شہر کا رہنے والا ہوں۔ ایک غریب الوطن کا پیغام، اُس کے ہاتھ کی انگوٹھی اور اُس کے

Marfat.com

پڑھنے کا قرآن مجید لایا ہوں۔ یہ مجھ سے لے لیجئے۔ بادشاہ نے وہ قرآن مجید اور وہ انگوٹھی ہاتھ میں لی اور اس انگوٹھی کو بغور دیکھا اور فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے؟ اور کس حال میں ہے؟ کہا کہ فلاں فلاں شہر میں مزدوری کرتا تھا پھر میں نے جنگل کے ایک کھنڈر میں اُسے موت کی تکلیف میں پڑے ہوئے دیکھا۔ پھر اس کے بعد اُس کا انتقال ہو گیا۔

یہ سن کر بادشاہ کی ایک چیخ نکلی اور ہائے کہہ کر گرا اور بیہوش ہو گیا۔ زید کہتے ہیں کہ میں بادشاہ کا یہ حال دیکھ کر سر سے پاؤں تک لرز گیا، کہ یا اللہ! بادشاہ کو یہ کیا ہو گیا۔ الہ العالمین یہ معاملہ ہے تو کیا ہے؟ جب کچھ دیر کے بعد بادشاہ کو ہوش آیا تو یہ کہتا ہوا اُٹھا۔

آہ اے نورِ نظر، لختِ جگر
آہ اے جانِ جہاں، جانِ پدر
اے مسافر! کس کا تو فرزند تھا
تو جگر تھا بادشاہِ وقت کا
یہ قلعہ اور یہ محل بھائے نہیں
کیوں ہوئی مرغوب وہ چٹیل زمیں
ہائے کن کھنڈروں میں تو نے جان دی
ہائے وہ غربت تری اور بیکسی

Marfat.com

نزع نے جب آلیا ہو گا تجھے
کون دکھلائی دیا ہو گا تجھے
چھوڑ کر یہ سینکڑوں لونڈی غلام
آہ جنگل میں ہوا جا کر تمام
بیکسی کی موت سے دل چاک ہے
سلطنت میری نظر میں خاک ہے

زید نے کہا کہ ''اے بادشاہ ذرا خوابِ غفلت سے بیدار ہو۔ ایسا نہ ہو کہ یکایک موت آجائے اور سارا سامان یہیں رہ جائے اور یہ دولت وحشمت وبال جان ہو جائے'' زید کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے کہ یہ وصیتیں سن کر زار زار روتا تھا اور کہتا تھا۔

نظم

اے ناصح و مشفق و شفیق میرے
لب چوم لوں اِن فصیحتوں پہ ترے
کوسوں سے نصیحتیں کرو گے
والد سے خفا ہی کیا مرو گے
لے چل مجھے اے فتا لحد پر
دیکھ آؤں میں اُس کا آخری گھر

Marfat.com

زید کہتے ہیں کہ پھر خلیفہ ہارون رشید میرے ہمراہ اپنے فرزند کی قبر پر گیا۔ جوں ہی بادشاہ اس کی قبر پر پہنچا۔ فوراً قبر سے لپٹ گیا اور زار زار روتا تھا اور کہتا تھا۔

اے جانِ پدر کہاں گئے تم
رُوٹھے بھی تو وہ کہ ہو گئے گُم
اب کون کرے گا تخت آباد
جب تم سا لئیق ہو گا ناشاد

پھر جب بادشاہ کو کچھ صبر وسکوں ہوا تو پھر اُس نے اُس مرنے والے کی تمام کیفیت بیان کرنی شروع کی۔ کہا کہ اے شخص یہ میرا فرزند تھا اور ہمیشہ شراب و کباب کی لذتوں میں محو ومستغرق رہا کرتا تھا۔ اس کے محل کی پشت پر ایک مکتب تھا۔ جہاں بچے قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز جبکہ یہ عیش وعشرت میں غرق اور شراب کے نشے میں چور تھا کہ یکا یک اُس مکتب سے ایک بچے کے یہ آیت پڑھنے کی آواز آئی:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ

ترجمہ: ”کیا نہیں آیا ابھی وقت ان لوگوں کے لیے جو ایمان لا چکے ہیں اس

Marfat.com

بات کا کہ پگھلیں ان کے دل اللہ کے ذکر سے"۔

(پارہ 27، سورۃ الحدید، آیت نمبر 16)

بس یہ آیت اُس کے کلیجے پر جا لگی اور تیر کی طرح پار ہو گئی۔ تمام عیش و عشرت کو چھوڑ کر اُسی وقت یہ وہاں سے کھڑا ہو گیا اور اُس لڑکے کے پاس پہنچا جو یہ آیت پڑھ رہا تھا اور کہا کہ بیشک میرے لیے وقت آ گیا ہے اور میں اُس کا نام سن کر لرز گیا ہوں پھر اس نے اپنا تمام لباسِ فاخرہ اُتارا اور سیدھا جنگل کا راستہ لیا۔ ہر چند میں نے تلاش کیا مگر اُس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ افسوس! آج بعد مدت کے پتہ یہ چلا کہ بجائے فرزند کے مٹی کا ڈھیر ہے۔

الٰہ العالمین! تیری شان سب سے نرالی ہے۔ تو جس قلب میں ہو گزرا اُس میں پھر کسی کا گزر ہو ہی نہیں سکتا ہے جس سینہ پر تیری تجلّی ہو گئی۔ دُنیا جہاں کی آلائشوں سے وہ سینہ پاک ہو گیا۔ تیرے عشق کی شعائیں جس پر جا پڑیں وہ سارے عالم کیلئے چراغِ ہدایت اور شمع روشن بن گیا۔ تیری محبت کے میدان میں قدم رکھتے ہی قدم قدم پر مرحبا و آفرین کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔

Marfat.com

ایک ولی کامل

ایک ولی کامل جن کے بہت سے مرید اِس شان کے تھے کہ ہوا میں اُڑنا اور پانی پر چلنا ایک ادنیٰ بات تھی اُن کا انتقال ہو گیا۔ عرصہ کے بعد ایک مریدِ رشید نے خواب میں دیکھا کہ پیر کامل نہایت پریشان اور چہرے پر ہوائیاں عجیب حال ہے۔ مرید حیران رہ گیا۔ لرزتے کانپتے عرض کیا۔ وائے میری شامت کہ میں حضور کو کس حال میں دیکھ رہا ہوں؟

فرمایا کچھ پوچھو نہیں! جس وقت میں اُس شہنشاہِ عالیجاہ کے دربار میں پیش ہوا ہوں۔ ایک جگر خراش سوال مجھ پر ڈالا گیا وہ یہ کہ میں ایک روز دُنیا میں اپنے مریدوں کو لیے ذکر و شغل میں مصروف تھا۔ اتفاق سے اُس وقت آسمان پر ابر آیا اور بارش ہونے لگی۔ کہیں میرے منہ سے یہ نکلا کہ آج بے وقت بارش ہوئی۔ بس یہ لفظ پکڑا گیا۔

آج عرصہ گزر گیا کہ حضورِ معلیٰ کی طرف سے بار بار یہی سوال ہو رہا ہے کہ

Marfat.com

نظم

بتاؤ وہ بے وقت بارش ہوئی!
وہ کیا وقت تھا؟ اور کیا بات تھی!
وہ وقت اور بارش تھی کس کی بھلا
فقط ایک وہ میرا فرمان تھا
ہوئے معترض کیوں مرے فعل پر
بنے ایسے بے خوف ایسے نڈر
وہ بے وقت بارش کا دَو کچھ جواب!
مُقرّب مرے ہو کے یہ ارتکاب!

آج مخلوق سب سے زیادہ افعالِ الٰہی پر معترض ہے۔ اُس کے موسموں پر اعتراض! اُس کے قضا وقدر سے نارضامندی اُس کی آزمائشوں پر غیر ثابت قدمی و بے صبری۔ ایک ولی کامل کے اُس ایک فقرہ پر گرفت ہو گئی کہ اُس جیسے اور اُس سے بہت زیادہ معترضانہ فقرے مشیتِ ایزدی کے خلاف ہماری زبانوں پر رات دن جاری ہیں۔ جن سے ہمیں سخت اجتناب چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کے فعل پر راضی رہنا چاہیئے۔

خوشی ہو یا کم غم دُنیا میں کلفت ہو کہ راحت ہو
بدلِ راضی ہوں بسم اللہ جو تیری مشیّت ہو

Marfat.com

ایک گوشہ نشین زاہد

ایک گوشہ نشین زاہد کو اس کا ایک معتقد دو روٹیاں ہر روز لا کر دیا کرتا تھا۔ ایک دِن زاہد کو یہ بات ناگوار گزری اور اُس نے خلافِ توکل سمجھ کر دونوں روٹیاں واپس کر دی۔

چونکہ توکل اِس درجہ کا نہ تھا کہ بلا اسباب مل جاتا۔ جیسا کہ آج مفقود ہے۔ تین روز صاف گزر گئے اور بھوک کی شدت سے جاں بلب ہونے کی نوبت آئی۔ اُسی حال میں ذرا غنودگی آتے ہی خواب میں کیا دیکھتے ہیں۔ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے کہ اے شخص! تو نے اپنی روٹیاں کیوں واپس کر دیں۔

جس کے جواب میں زاہد نے کہا میں نے محض خدا کے بھروسہ پر واپس کر دیں کہ وہ خزانۂ غیب سے عنایت فرمائے گا۔ جواب ملا کہ بیشک ہم

Marfat.com

روزی دینے والے ہیں اور یہی ہمارے غیب کے خزانے ہیں کہ ہم بندوں کے ہاتھ سے بندوں کو روزی پہنچایا کرتے ہیں۔

ہم ہی دیتے اور دِلاتے ہیں سنو!
لینے والو! دینے والو! سن رکھو!
کیا کوئی دے گا کسی کو اے فتا
یہ ہمیں دلواتے ہیں ربُ العُلا
سب کے دِل قبضے میں ہیں اللہ کے
جس طرح چاہے وہ دِل کو پھیر دے
اُس کے دینے کے بہتر ہاتھ ہیں
کاش اس نکتے کو ہم پہچان لیں
جو ملا تم کو وہ بس اس نے دیا
زاہدا پھر کیسی یہ چون و چرا

آئینہ تصوف

تذکرہ اولیائے پاک و ھند

اللہ کے منتخب بندوں کے معطر واقعات اُن لوگوں کیلئے بطورِ خاص جنہیں اللہ سے لو لگانے کی تمنا ہے۔ ﴿چھپ کر تیار ہے﴾

Marfat.com

ایک ممتحن زاہد

ایک زاہد ولیٔ کامل نے قدرت کو آزمانے کیلئے عجیب بات سوچی اور اپنے دِل میں کہا کہ وہ روزی رساں اور درحقیقت روزی رساں ہے۔

جیسا کہ اُس نے اپنے کلامِ پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا

ترجمہ: ''اور کوئی (رزق کھانے والا) جانور رُوئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اُس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو''۔

(پارہ 12، سورۃ ہود، آیت نمبر 6)

یعنی جتنے زمین پر چلنے پھرنے والے ہیں اُن کی روزی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے ذمہ ہو چکی ہے لیکن اِس کی آزمائش کرنی چاہیئے! چنانچہ وہ اپنے گھر سے نکلے اور جنگل کی طرف روانہ ہوئے اور انتہائی خلوت وتنہائی کی تلاش میں ایک پہاڑ پر پہنچے اور اُس کے ایک غار میں داخل ہوئے۔ جہاں کسی بشر کے آنے کا وہم وگمان تک ہی نہیں ہوسکتا تھا۔ وہاں جا بیٹھے اور اپنے دِل میں کہا کہ دیکھیں یہاں کیونکر اور کس طرح وہ رزق پہنچاتا ہے۔

اِدھر یہ یہاں آ کر بیٹھے اُدھر ایک قافلہ راستہ بھولا اور ساتھ ہی اُس کے سخت بارش نے بھی اُس قافلہ کو آن لیا۔ جو پہاڑ کا درہ یا غار تلاش کرتا کرتا یہیں آ کر پناہ گزین ہوا۔ جب وہ قافلہ یہاں آ کر ٹھہر گیا تو اہلِ قافلہ نے دیکھا کہ ایک شخص چپ چاپ خاموش بیٹھا ہے جسے اُنہوں نے آواز دی اور کہا کہ اے بندۂ خدا تو کون ہے اور یہاں کس لیے چھپا بیٹھا ہے جس کا اس ممتحنِ قدرت نے کچھ جواب نہ دیا اور بالکل خاموش بیٹھا رہا۔ لوگوں نے خیال کیا کہ شاید اِسے سردی پہنچی ہے۔ اس سبب سے یہ بول نہیں سکتا۔ آگ جلاؤ! تاکہ اِسے گرمائی پہنچے اور یہ گفت وشُنید کے قابل ہو چنانچہ آگ روشن کی گئی۔ لیجئے! قدرت نے پہلے تو اس ممتحن کی سردی رفع کرنے کا سامان غیب سے کیا چنانچہ اہلِ قافلہ نے عمدہ طور سے اُسے گرمائی پہنچا کر دریافت کیا کہ اے خدا کے بندے! تُو کون ہے؟ کیا تو ہمیشہ اس غار میں رہتا ہے، یا بارش سے پناہ لینے کیلئے یہاں آن کر چھپا ہے؟ اس پر بھی

Marfat.com

اُنہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور خاموش بیٹھے رہے۔ اَب وہ لوگ سمجھے کہ شاید یہ کوئی بھوکا ہے اور بھوک کی شدت کے سبب اِس سے بات نہیں کی جاتی۔ اسے کھانا کھلانا چاہیئے چنانچہ اقسام اقسام کے کھانے اس کے سامنے لا رکھے اور بالاصرار کہا کہ یہ کھانے تیرے سامنے حاضر ہیں! انہیں کھا کر توانائی حاصل کر اور ہماری بات کا جواب دے۔ اس پر بھی یہ ممتحن بالکل ساکت بیٹھے رہے۔ نہ کھانا کھایا اور نہ کچھ جواب دیا۔

قافلہ والوں نے آپس میں کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عرصہ سے بھوکا ہے، یا خدا جانے کب سے اِس نے کھایا نہیں ہے جو اِن کھانوں سے بسبب عادت چھوٹ جانے کے ڈرتا ہے لہٰذا اس کیلئے نرم غذا تجویز کرنی چاہیئے چنانچہ اُسی وقت اُس کے سامنے میٹھا دودھ اور میٹھے فالودے لا کر رکھے گئے اور کہا کہ یہ پی لو! اس پر بھی اُنہوں نے کچھ جواب نہ دیا۔ نہ فالودہ اور دودھ پیا۔ اَب تو تمام قافلے والوں نے یہ رائے پاس کر لی کہ بیشک اس بارش اور اِس پہاڑ و غار وغیرہ کی سردی سے اس کا جبڑا بند ہو گیا ہے۔ کسی ترکیب سے اِس کا منہ کھول کر اسے کھانا کھلانے چاہیئے! چنانچہ دَو شخص ان میں سے اُٹھے اور ایسے اوزار لائے جس سے اس کا منہ کھول سکیں اور کھانے اس کے پیٹ میں پہنچا سکیں۔

جب اُس کی رزق رسانی کی یہاں تک نوبت پہنچی تو اُسی وقت یہ

Marfat.com

ولی کامل سجدے میں گرا اور کہا کہ:۔

اے خدا! قربان تیرے نام پر
آہ تو روزی رساں ہے اس قدر
تیری قدرت کا لیا تھا امتحاں
ایک ہے واحد ہے تو روزی رساں
اے تری قدرت ترا فضل و کرم
آہ جس سے کس قدر غافل ہیں ہم
اپنے بندوں سے نہیں غافل ہے تو
پوری کرتا ہے دِلوں کی آرزو
مشکلوں کا ایک ہے مشکل کشا
حاجتوں کا ایک ہے حاجت روا
جس نے جو مانگا وہی تو نے دیا
جس نے جو چاہا وہی تو نے کیا
اُس سے اے اسحاقؔ رکھ اچھا خیال
بس اِسی میں ہی ترقی ہے کمال

Marfat.com

ایک باخدا عورت

ایک عورت خانۂ کعبہ کا طواف کر رہی تھی اور نہایت خوش ہو کر اپنے مولا کے سامنے لبیک لبیک، حاضر ہوں، اے اللہ حاضر ہوں! کہہ رہی تھی۔ ایک بزرگ نے اُس کی یہ حالت دیکھ کر اپنے دِل میں کہا۔ یہ عورت کوئی نہایت خوش حال اور بڑی بے فکر معلوم ہوتی ہے۔ کس خوشی کے لہجہ میں لبیک لبیک پکار رہی ہے۔ عورت طواف سے فارغ ہوئی اور کہا کہ اے مردِ بزرگ! شاید تم نے اپنے دِل میں یہ خیال کیا کہ یہ عورت کیسی خوش حال ہے، میں اپنی ماہیّت تم کو سناتی ہوں!

میرا مکان ملکِ شام میں تھا۔ میرا خاوند بڑا تاجر اور مالدار تھا۔ ایک مرتبہ اُس کو سفر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاز میں بیٹھا، جہاز اُس کا تباہی میں آیا اور وہ غرقِ دریا ہوا۔ مجھے خبر آئی کہ میرا خاوند ڈوب کر مر گیا۔ میں

Marfat.com

نے سنا اور سن کر صبر کیا اور اے مردِ بزرگ! میرے ننھے منے دو بیٹے تھے وہ گھر میں کھیلتے پھر رہے تھے۔ ایک بچے نے کھیلتے کھیلتے چولہے میں اپنا ہاتھ دے دیا۔ دوسرے پر جلتی ہوئی ہنڈیا اُلٹ گئی۔ دونوں جل کر خاک ہو گئے۔ ایک میری جوان بیٹی تھی، جو دریچہ میں سے یہ حال دیکھ کر کہ میرے ننھے ننھے بھائی جل رہے ہیں، دوڑی اور اس طرح دوڑی کہ اُس کا پیر پھسلا، نیچے گری اور اُسی وقت وہ مرگئی۔ اے مردِ بزرگ! اب چاہے تم مجھے خوش حال اور بے فکر سمجھو یا جو چاہو خیال کرو۔ البتہ صابرہ ضرور ہوں۔ اپنے پروردگار کے تمام فعلوں سے بدل راضی ہوں۔ پھر اُس کی رضا مندی وصبر کا نتیجہ یہ ہے کہ اپنی لبیک کے ساتھ ہی اُس کے لبیک کی آواز اپنے کانوں سے سنتی ہوں اور گویا میرا معبود ہر وقت میرے ساتھ ہے۔

نظم

صابرہ اور شاکرہ بندی ہوں میں
دِل کو مٹھی میں لیے رہتی ہوں میں
اُسکے سب فعلوں سے راضی ہوں مُدام
جُز رضا مندی نہیں کچھ مجکو کام
کیونکہ ہے مالک سے ناراضی ستم
جو کرے وہ اپنے حق میں ہے کرم

Marfat.com

کچھ نہیں چون و چرا کو دخل ہے
معترض جو ہو وہ بس کم عقل ہے
کیا حقیقت ہے کوئی اُف کر سکے
اُس کے کاموں میں ذرا بھی دخل دے
صبر کا میرے . نتیجہ یہ ہوا
میرا مولیٰ ساتھ میرے ہو لیا .
اب جو میں لبیک کہتی ہوں کہیں
اُس کی کبھی لبیک سنتی ہوں وہیں
فی الحقیقت ہے وہ ایسا ہی خدا
صبر پر چل کر کوئی دیکھے ذرا
صابروں کے ساتھ بس رہتا ہے وہ
خود کلامِ پاک میں کہتا ہے وہ

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

ترجمہ: ''بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

(پارہ 2، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 153)

Marfat.com

Marfat.com

ہماری کتابیں پیاری کتابیں

معجزاتِ مصطفیٰ ﷺ	پروفیسر محمد اکرم مدنی	150.00
معمولاتِ مصطفیٰ ﷺ	پروفیسر محمد اکرم مدنی	120.00
شانِ والدین رسول اللہ ﷺ	پروفیسر محمد اکرم مدنی	60.00
حیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	محمد حسین ہیکل	180.00
کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم	عبدالمصطفیٰ اعظمیؒ	150.00
جنتی زیور	عبدالمصطفیٰ اعظمیؒ	120.00
حضرت جنید بغدادیؒ	مولانا حکیم مرزا صفدر بیگ	150.00
عملیاتِ امام غزالیؒ	حضرت امام غزالیؒ	90.00
مجرباتِ امام غزالیؒ	حضرت امام غزالیؒ	100.00
احکامِ شریعت	مولانا احمد رضا خان بریلویؒ	90.00
ملفوظات	مولانا احمد رضا خان بریلویؒ	120.00

بک کارنر (پاکستان)
مین بازار جہلم

فون نمبر: 624306 ای میل: bookcornerjm@yahoo.co.in

Marfat.com